كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہر جان کو موت چکھنی ہے

سوانح حیات سیدِ عارفین شاہ بلال

۱۳۹۸ھ

قدس اللہ سرہ

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی - درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ - دہلی ۱۱۰۰۰۶

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہر جان کو موت چکھنی ہے

سوانح حیات سیدِ عارفین شاہ بلال

۸ ۹ ۵ ۳ ۱

قَدَّسَ اللہُ سِرَّہٗ

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ۔ دہلی ۱۱۰۰۰۶

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

بارِ اوّل

۱۳۹۹ھ سنہ ۱۹۷۹ء

کتاب کا نام : سوانح حیات سیّد عارفین شاہ بلال

صفحات : ۷۲

مصنّف : حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی۔ فاضلِ ازہر

مہتمم : ڈاکٹر محمد ابوالفضل فاروقی (ڈائرکٹر)

طابع وناشر : شاہ ابوالخیر اکاڈیمی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر قُدّسَ سِرُّہٗ

شاہ ابوالخیر مارگ۔ دہلی (۱۱۰۰۰۶)

کتابت : محمد منظورالدین۔ ۴۶۵۔ ٹٹیامحل۔ دہلی

تعداد : ایک ہزار

قیمت : تین روپے

مطبوعہ : جے۔ کے آفسیٹ پرنٹرز۔ دہلی ۱۱۰۰۰۶

Marfat.com

فہرست کتاب سوانح حیات سیّد عارفین شاہ بلال

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اشکِ غم چکید	۴	اہلیہ کی وفات	۳۳
سراج عالم ابوالفیض بلال	۶	حالات کا بدلنا	۳۴
ولادت، خوردسالی، نسب	۶	مطالعہ	۳۸
سلسلۂ تعلیم	۱۴	آپ کا مسلک	۳۹
طریقت	۱۵	باہمی ارتباط	۴۱
امامت	۱۷	آخری ملاقات	۴۲
حضرت والد کی عنایات	۱۹	ایک عجیب انکشاف	۴۳
آپ کی محبّت	۲۲	بانگ رحیل	۴۴
حضرت والدہ	۲۳	سنو ہادی انام کا سانحہ	۴۶
قطعۂ سلجوقی	۲۴	احوالِ مرض	۴۹
آپ کا صبر	۲۶	الوداع، الوداع	۵۲
بہن بھائی	۲۶	تجہیز و تکفین و تدفین	۵۳
اساتذہ کا ادب	۲۸	بعض واقعات	۵۴
مسندِ ارشاد	۲۹	یادگار مکتوب	۵۷
حجازِ مقدس کا سفر	۳۰	قطعاتِ تاریخ اور رثاء	۵۸
افغانستان کا سفر	۳۰	ایک جلسہ	۶۶
کوئٹہ میں قیام	۳۳	آپ کی اولاد	۶۷
		آپ کے خلفاء	۶۸

Marfat.com

اشک غم چکید = ۱۳۹۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پاک ہے اللہ جس کا ہے زمین و آسماں	ہیں سب اس کے زیرِ فرماں ایک ہے وہ حکمراں
رحمتیں اور برکتیں اپنی الٰہی اور سلام	بھیج ختم المرسلینؐ پر باہمہ پیغمبراں

میرے مہربان اور مشفق بھائی حضرت شاہ ابوالفیض بلال ۲۳ ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء جمعرات کے دن گیارہ بج کر پچیس منٹ پر کوئٹہ بلوچستان (پاکستان) میں رحلت فرما کر ہم سب سے زاویۂ لحد میں روپوش ہو گئے۔

بلاشک ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ ہم، ہماری جان، مال، اولاد اللہ ہی کا مال ہیں، اس نے ہم کو ایک محدود وقت کے لئے استفادے کا موقع دیا ہے اور جب وقت پورا ہوتا ہے وہ اپنا مال لے لیتا ہے اور اس طرح وہ ہم کو آزماتا ہے کہ ہم اس کے شکرگزار بندے ہیں۔ شکرگزار بندوں پر مزید نوازشیں کرتا ہے، ان کے دلوں کو اپنی راہ پر لگاتا ہے۔

یقیناً ہم کو حضرت برادر کی جدائی کا رنج ہے۔ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طریقے میں فلاح اور بہبود ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رحلت فرما گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ" آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگین ہو رہا ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جس میں ہمارے مولیٰ کی رضا ہے۔ اے ابراہیم تمہاری جدائی سے ہم ملول ہیں۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون کی رحلت ہوئی اور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سپردِ خاک کیا تو آپ نے ایک شخص سے ایک پتھر اُٹھا کر لانے کو کہا، وہ شخص اس پتھر کو نہ اٹھا سکا، لہٰذا بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے، کہنیوں تک آستین سکیڑیں، راوی نے جس وقت اس واقعہ کا بیان کیا۔ فرمایا۔ گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بانہوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پتھر اُٹھایا اور حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور ارشاد فرمایا "ہم اس پتھر سے اپنے بھائی کی قبر پہچان لیا کرینگے اور میرے اہل میں سے جس کی بھی وفات ہوگی، ان کے پاس دفن کرینگے"۔ اس طرح جنّتِ بقیع کی ابتدا ہوئی۔

حضرت برادر کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ہم یہ رسالہ لکھ رہے ہیں تاکہ اس کو پڑھ کر آپ کی یاد تازہ کرتے رہیں اور کلمہ، درود، استغفار، تلاوت اور صدقہ، خیرات کر کے ایصالِ ثواب کا سلسلہ قائم رکھیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے اپنے وصیت نامہ میں یہ روایت لکھی ہے۔

اَلْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّصِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ عَنْ اَبٍ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيقٍ

قبر میں میت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جو پانی میں ڈوب گیا ہے، وہ باپ، بھائی، دوست کی دُعا اور مدد کا منتظر رہتا ہے

میں نے کوئٹہ کے زلزلہ ہائلہ کے تاثرات کو فارسی میں نظم کیا تھا۔ سنہ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں برادرانِ طریقت کے اصرار پر اس نظم کو "اشکِ غم" کے تاریخی نام سے چھپوایا تھا۔ سینتیس ۳۷ سال کے بعد حضرت برادر کی وفات نے زلزلہ کے حادثہ کی یاد تازہ کر دی، لفظ "چکید" کے ۳۷ عدد ہیں۔ اسی مناسبت سے اس رسالہ کے ابتدائیہ کا عنوان "اشکِ غم چکید" تجویز کیا، (غم کا آنسو ٹپکا) رسالہ کا تاریخی نام "سوانح حیات سیّدِ عارفین شاہ بلال" ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عنایت کرے۔

ابوالحسن زید فاروقی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر۔ شاہ ابوالخیر مارگ
دہلی-۶-۱۱۰۰۰

جمعرات ۲۵ صفر ۱۳۹۹ھ
۲۵ جنوری ۱۹۷۹ء

سراجِ عالم ابوالفیض بلال = ۱۳۹۸ھ

ولادت وخورد سالی ونسب

آپ کی ولادت شب جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۰۰ء خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر قدّس اللہ اَسرارہما واقع برشارع شاہ ابوالخیر دہلی ۶ میں ہوئی۔

حضرتِ والدہ کا اسمِ گرامی ہاجرہ ہے۔ وہ شیخ امجد حسین صدّیقی کی صاحبزادی تھیں شیخ امجد حسین شاہجہاں پور کے رہنے والے تھے۔ وہ اور ان کے چھوٹے بھائی مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت والدہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی۔

حضرتِ والد کا اسم گرامی ابوالخیر عبداللہ محی الدین ہے۔ آپ کا مبارک ذکر تفصیل کے ساتھ کتاب "سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر" معروف بہ "مقاماتِ خیر" میں اور کتاب "سوانح حیاتِ ابوالخیر" معروف بہ "مقاماتِ اخیار" میں مذکور ہے۔ پہلی کتاب اُردو میں اور دوسری فارسی میں ہے۔ اِن دونوں کتابوں میں حضرت برادر کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ ہوا ہے۔

حضرت برادر کا سلسلۂ نسب حضرت امام ربّانی مجدّد و منوّر الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی سے نو واسطوں سے اور امام العادلین امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اکتالیس واسطوں سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے گیارہ آبا وٗ اجداد علمِ ظاہر اور علمِ باطن میں پوری طرح مُحَلّیٰ اور مُجَلّیٰ اور اصحابِ ارشاد و مرجعِ اہلِ فضل وکمال تھے۔ آپ بارہویں تھے

Marfat.com

اور اللہ کے فضل وکرم سے اس بے مثال لڑی میں ایک چمکتا ستارہ تھے۔

آپ کی ولادت بڑی دعاؤں کے بعد ہوئی ہے۔ آپ سے پہلے حضرت والد کی مسلسل آٹھ صاحبزادیاں ہوئیں تین زوجۂ اولی سے اور پانچ حضرت والدہ سے، حضرت والد دورِ کہولت میں قدم رکھ چکے تھے کہ رشد وہدایت کے آسمان میں آپ کا طالع چمکا۔ حضرت والد کو جب آپ کی ولادت کی خبر ملی تو دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھی، ادعیۂ ماثورہ پڑھ کر دم کیا اور باہر تشریف لائے۔ اتفاق سے اس وقت سرشارِ بادۂ معرفت حاجی عبدالحکیم پسر خدائے رحم، قوم دفتانی، ساکن شلگر افغانستان پر آپ کی نظر پڑی اور آپ نے اُن کو یہ مبارک خبر سنائی۔ چونکہ آپ کا اسمِ گرامی عبداللہ تھا۔ حاجی عبدالحکیم نے اسی مناسبت سے حضرت برادر کے واسطے نام عبدالرحمٰن تجویز کیا اور انھوں نے اس کا اظہار آپ سے کیا آپ نے فرمایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال کے نام پر اپنے فرزند کا نام حضرت بلال رکھتے ہیں۔

انہی ایام میں حضرت والد نے مخلص صادق حاجی عبداللہ عمر کو بمبئی تحریر فرمایا۔

ہمارے حضرت ابوبکر کے ایک غلام تھے، ان کا نام بلال، وہ بڑے مرتبہ کے تھے، ہمارے دادا حضرت عمر فرماتے ہیں "اَبُوبَکرٍ سَیِّدُنَا وَاَعتَقَ سَیِّدَنَا" ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور آزاد کیا انھوں نے ہمارے سردار کو۔ یعنی بلال کو۔ بہ نیتِ تحصیلِ برکات ہم نے اپنے فرزند کا نام بلال رکھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نام بلال جس قدر گزرا ہے کسی آدمی کا نام شاید نہ گزرا ہو۔

حضرت برادر کی ولادت کی خوشی کا اثر افغانستان اور بلوچستان میں بہت نمایاں ہوا وہاں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور جگہ جگہ مخلصین نے دُنبے ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور حضرت برادر کے واسطے دعائیں کیں۔

حضرت والد ماجد کو بھی آپ کی ولادت سے قلبی مسرت ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ درج ذیل دو عربی کے شعروں سے کیا جاسکتا ہے جو آپ نے نظم کئے ہیں۔

Marfat.com

بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِیْ مِنْہُ ذِمَّۃٌ بِاَنْ اُدْعٰی فِی الْوَرٰی بِاِسْمِہٖ السَّامِیْ

بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَا سَیِّدَ الصَّحْبِ سَمِیُّكَ اُرْجُوْ اَنْ تَفِیْضَ عَلٰی قَلْبِیْ

آپ نے اَنْ تَفِیْضَ عَلٰی قَلْبِیْ پر۔ تُنَوِّرَلِیْ قَلْبِیْ کا نسخہ تحریر فرمایا ہے۔
ان مبارک اشعار کا ترجمہ لکھتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں کیا پاکیزہ تخیّل ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال رضی اللہ عنہ پر میرا یہ ذمّہ ہے کہ میں لوگوں میں آپ کے اسمِ گرامی سے پکارا جاتا ہوں۔

(۲) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال اے سردارِ اصحاب، میں آپ کا ہمنام اُمید رکھتا ہوں کہ آپ میرے دل پر فیضان فرمائیں۔ (نسخہ) کہ آپ میرے دل کو منوّر فرما دیں۔

جب آپ دو ڈھائی سال کے ہوئے آپ کو سیر و تفریح کرانے کے لئے منتخب صاحبِ نسبت افراد مقرر کیئے گئے۔ جیسے دلاور، عمر سعید مشہور بہ شہید انڈری اور خدلائے رحم کاکڑی۔ حضرت والد ان کو رحمت اللہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ پشین کے رہنے والے تھے، جو کوئٹہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان کے لطائفِ مبارکہ ذاکر و شاغل تھے ولایتِ صغریٰ اور ولایتِ کبریٰ کے منازل طے کر چکے تھے۔ جس محفل میں بیٹھتے تھے اپنے سوزِ باطن سے اس کو گرما دیا کرتے تھے۔

جب چار پانچ سال کے ہوئے، آپ کو پڑھانے اور تعلیم دینے کے واسطے علمار کا انتخاب ہوا۔ میرٹھ سے مولانا محمد اسحاق آئے، پھر مولانا سید عبد الجلیل مقرر ہوئے۔ جناب امیر خاں حضرت والد کے جدِّ امجد حضرت شاہ احمد سعید سے بیعت تھے۔ عجب مردِ خدا آگاہ اور صاحبِ کمال تھے۔ خطاطی میں اُستاد تھے۔ وہ آپ کو خطاطی سکھاتے تھے، ملک شام سے قاری عبد الغنی انطاکی تشریف لے آئے۔ چار سال تک دہلی، کوئٹہ میں حضرت والد سے کسبِ سلوک کرتے رہے۔ انھوں نے قرآن مجید کے مخارج حروف کی تصحیح کرائی۔ میرٹھ شہر میں قاری ولی محمد صاحب رہتے تھے۔ ائمۂ سبعہ کی قرارت کے ماہر تھے۔ مکہ مکرمہ کے

Marfat.com

شیخ المقاری قاری عبداللہ کے شاگرد تھے۔ اُن سے چند ماہ حضرت برادر نے قرآن مجید پڑھا۔ ایسے باکمال اور مشفق اساتذہ کی کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ جس نے آپ کی قرأت سُنی وہ گرویدہ وشیفتہ ہوا۔ دس بارہ سال پہلے آپ کوئٹہ سے تشریف لائے اور میرے کہنے سے آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص نے پہلی مرتبہ آپ کے پیچھے نماز پڑھی وہ آپ کے گرویدہ ہو گئے اور جب بھی آپ کا ذکر آتا وہ سبحان اللہ کہتے اور آبدیدہ ہو جاتے اور کہتے کیا عمدہ قرائت تھی۔ میری بڑی بیٹی صفیہ سلّمہا اللہ کا عقد نکاح جمعہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ (۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء) میں ہوا، خطبۂ نکاح حضرت برادر نے پڑھا۔ اس تقریب میں مولانا احمد سعید دہلوی بھی شریک تھے۔ آپ کا خطبہ سُن کر بہت محظوظ ہوئے اور انھوں نے اظہار کیا کہ ایسا پڑھنا میں نے اس سے پہلے نہیں سنا تھا۔ بے شک آپ کے مخارج بہت اچھے تھے حلاوتِ تلاوت کے ساتھ صفائے قلب کا بھی شمول تھا اور "از دل خیزد بر دل ریزد" والا معاملہ تھا، لہٰذا جناب مولانا پر اس کا اثر ہوا۔

چھوٹی عمر سے آپ کی عادت تھی کہ جو کام بھی آپ کرتے تھے قرینے اور قاعدے سے کرتے تھے۔ دوسرے کے کام میں کبھی دخل نہیں دیتے تھے۔ اوقات کے پابند تھے، دُور کی نظر کمزور تھی، جب تک چشمہ نہیں لیا، پہلی کا چاند نہیں دیکھا۔ آپ کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک تھی، نزدیک کی نظر بہت عمدہ تھی، باریک سے باریک خط پڑھ لیا کرتے تھے، دماغ میں کمزوری تھی، فہم وفراست بہت عمدہ، ہمیشہ مطالعہ کر کے سبق پڑھا کرتے تھے۔ دورانِ سبق میں حضراتِ اساتذہ سے خوب استفسارات کیا کرتے تھے۔ جب تک سمجھ نہ لیتے تھے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ مجھ کو وہ دن یاد ہے کہ کوئٹہ میں حضرت برادر نے جناب مولوی خیر محمد اندڑی ساکن شلگر افغانستان سے شرح جامی اور شرح وقایہ کا سبق پڑھا۔ اس کے بعد میں نے مولوی صاحب سے کافیہ پڑھنی شروع کی۔ میں نے ان سے کچھ دریافت کیا۔ انھوں نے بیساختہ فرمایا تمہارے بھائی نے میرے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ اب تم چاہتے ہو کہ وہ بالکل پراگندہ ہو جائیں، اس وقت تو جناب مولوی صاحب یہ بات فرما گئے لیکن دوسرے

Marfat.com

دن بڑی محبت سے انھوں نے میرے سوال کا جواب دیا۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَاَکْرَمَ نُزُلَہٗ۔

نواب سیّد امجد علی شاہ فرزند نواب محمد علی شاہ فرزندِ دوم نواب جانفشاں خاں سردھنوی ساکن میرٹھ نے حضرت والد ماجد سے کہا کہ "انگریزی" حکومت کی زبان ہے اگر صاجزادوں کو اسکول میں داخل کرادیا جائے بہتر ہے تاکہ انگریزی زبان سے واقفیت ہوجائے۔ چنانچہ پہلے میرا داخلہ اسکول میں ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء میں ہوا اور ایک سال بعد حضرت برادر کا داخلہ ہوا۔ اسکول کی پڑھائی سے حضرت برادر کے دماغ پر اثر ہوا۔ کیونکہ مولوی صاحب سے دینیات کا پورا سبق پڑھتے تھے۔ پھر مُلّا صاحب کے ساتھ اس کو دُہراتے تھے اور دوسرے دن کے واسطے مطالعہ کرتے تھے۔ مغرب کے بعد ایک ماسٹر آتے تھے وہ اسکول کے سبق کو یاد کراتے تھے۔ تقریباً سارا دن اسی میں صرف ہوجاتا تھا۔ اسی کا یہ اثر ہوا کہ آپ کو دردِ شقیقہ کی شکایت ہوگئی۔ نکسیر پھوٹنے لگی۔ صحت اچھی نہ رہی۔ حضرت والد نے آپ کو حکیم حافظ محمد اجمل خاں شریفی اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے پاس بھیجا۔ ان دونوں صاحبان نے حضرت والد سے کہا کہ صاجزادے کا دماغ بہت کمزور ہوگیا ہے۔ دو تین سال تک پڑھائی کا سلسلہ بالکل بند رہے۔ سیر و تفریح میں وقت گزاریں۔ ان دونوں نے حضرت برادر کے واسطے دوائیں تجویز کیں۔ اپریل کے اواخر میں حسبِ معمول کوئٹہ، بلوچستان جانا ہوا وہاں مئی جون میں آپ کے دردِ سر میں اضافہ ہوا اور آپ علیل بھی ہوگئے۔ ڈاکٹر ہالن (DR. HOLAND) نے علاج کیا اور آپ سے کہا کہ آٹھ میل ہر روز گشت کیا کرو اور حضرت والد سے کہا۔ کچھ دن کے واسطے ان کا قیام ہنّہ میں رہے۔ چنانچہ حضرت والد نے آپ کو چار افراد کے ساتھ ہنّہ بھیجا۔ اُن چار افراد کے یہ نام ہیں۔ سیّد عبداللہ جان، پشین کے ساداتِ کرام میں سے، مُلّا خیراللہ اندڑی ساکن شِلگر افغانستان، عبدالرحمٰن خان بارکزی ساکن ارغسان افغانستان، مُلاعمر سلطانخیل ساکن کٹواز افغانستان۔

وادیٔ ہنّہ کی ابتدا کوئٹہ سے چھ میل کے فاصلہ سے ہوجاتی ہے۔ ساتویں میل پر حکومت نے بہت عمدہ ڈاک بنگلہ بنایا تھا۔ ڈپٹی کمشنر کی اجازت سے وہاں قیام کیا جاتا

Marfat.com

تھا۔ پندرہ دن سے زائد کی اجازت نہیں ملتی تھی۔

آٹھ دس دن کے بعد حضرتِ والد ہم سبھوں کو لے کر تھوڑی دیر کے واسطے ہنّہ تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت برادر کی صحت میں نمایاں فرق پایا۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ آپ بھی وہاں کچھ مدّت قیام کریں۔ اس سلسلہ میں حکومت سے اجازت طلب کی گئی۔ انگریز افسر نے لکھ دیا کہ حضرت صاحب جب تک چاہیں قیام کریں، چنانچہ تین مہینے وہاں ہم سب کا قیام رہا۔ یہ وادی بہت صحت افزا مقام ہے، وہاں کے بعض چشموں کا پانی بہت ٹھنڈا اور مفید ہے۔ وہاں کے قیام سے حضرت برادر کی صحت بہت اچھی ہو گئی۔ دردِ شقیقہ کی شکایت زائل ہوئی۔ جسم میں توانائی آئی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۸ء کا ہے۔ چند ماہ بعد حضرت برادر نے سید امجد علی شاہ، شیخ غلام احمد ہانسوی، چودھری مولاداد خاں خورجوی وغیرہ ہم سے کہا کہ جناب حضرت صاحب کو رضامند کریں کہ میں شکاری بندوق خرید لوں۔ یہ پاک دل افراد حضرت والد کے مزاج داں تھے۔ ۱۲۔ ماہ مبارک میلاد۔ ۴۔ دسمبر کو دن کے دس بجے حضرت والد حسبِ معمول باہر تشریف لائے تاکہ محفل میلاد مبارک میں باہر کے آئے ہوئے افراد سے ملاقات کریں اور پھر خوشی کا کھانا تمام مخلصین اور مدعوئین کو اپنے سامنے کھلوائیں۔ اس وقت آپ کی طبیعت بہت خوش تھی۔ سید امجد علی شاہ نے عرض کی کہ حضرت صاحبزادے کی صحت کے واسطے شکار کی تفریح بہت مفید رہیگی اگر وہ بندوق خرید لیں تو بہتر ہے۔ آپ نے حکیم محمد شفیع معالج چشم ساکن پہاڑ گنج، شیخ غلام احمد، چودھری مولاداد خاں وغیرہ ہم سے دریافت فرمایا۔ یہ جماعت پہلے سے تیار تھی لہٰذا سب نے سید امجد علی شاہ کی بات کی تائید کی۔ اس وقت ایک شخص نے کہا۔ بندوق کے لئے سرکاری اجازت ضروری ہے۔ سید امجد علی شاہ نے اس شخص سے کہا۔ ہم کو حضرت صاحب کی اجازت کی ضرورت ہے۔ سرکاری اجازت اللہ کے فضل وکرم سے ہاتھ کے ہاتھ مل جائیگی۔ امجد علی شاہ نے یہ بات کچھ ایسے اخلاص سے کہی کہ حضرت والد کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے اجازت دے دی۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ اچھی بندوق کتنے میں آجائے گی۔ اس وقت شیخ علیم الدین میرٹھی حاضر تھے۔ میرٹھ میں ان کی دوکان

Marfat.com

اسلحہ کی تھی۔ انھوں نے عرض کی کہ پانچ سو میں اچھی دونالی بندوق آجائے گی۔ آپ نے روپے عنایت کئے اور دوسرے دن امجد علی شاہ، شیخ غلام احمد، شیخ علیم الدین حضرت برادر کو لیکر گئے اور عصر تک مع لائسنس اور بندوق کے آگئے۔ اس تاریخ سے حضرت برادر نے شکار کھیلنا شروع کیا۔

میں لکھ چکا ہوں کہ آپ جو کام بھی کرتے تھے خوبی اور عمدگی سے کرتے تھے۔ میں نے چھوٹی عمر سے یہ بات دیکھی ہے کہ آپ کا ہر کام شایانِ تحسین و آفرین ہوا کرتا تھا۔ چند واقعات جو خود میں نے دیکھے ہیں لکھتا ہوں۔

ایک دن آپ کے ہاتھ میں عمدہ غلیل تھی۔ یہ غلیل مولوی عبد العزیز کھلنوی رحمۃ اللہ بنگال سے لائے تھے۔ آپ اس میں غلّہ رکھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ اسی دوران میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی آمد ہوئی۔ وہ آپ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ نے نشانہ بازی کا ذکر کیا۔ انھوں نے مسجد شریف کے شمالی مینار پر نظر ڈالی۔ مینار کے اوپر کی کارنس (CORNICE) پر ٹین کا چھوٹا سا ڈبّہ رکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ سے کہا۔ اس ٹین کے ڈبّے کو مار گرائیں۔ آپ نے ایسا تاک کر نشانہ مارا کہ ڈبّہ نیچے آرہا اور ڈاکٹر صاحب نے آپ کو شاباش دی۔ آپ کا نشانہ غلیل کا اتنا عمدہ تھا کہ اُڑتے ہوئے پرندے کو گرا لیا کرتے تھے

آپ نے چند ماہ دہلی کے اینگلو عربک کالج میں پڑھا اور پھر کوئٹہ کے سنڈیمن ہائی اسکول (SANDEMAN HIGH SCHOOL) میں داخلہ لیا۔ کوئٹہ کے اسکول کے پرنسپل مسٹر کارنا (MR. KARNA) تھے۔ انھوں نے آپ کی کاپیاں دیکھیں، آپ کی صفائی اور سلیقے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور جب آپ نے پانچویں کا امتحان پاس کیا تو انھوں نے آپ کو ترقی دیکر ساتویں جماعت میں کر دیا۔

آپ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ کوئٹہ کے سکول میں کھیل اور ورزش کا مقابلہ ہوا۔ دوڑ نے میں آپ سارے سکول میں اوّل رہے۔ اور دوسرے درجے میں چینی طالب علم جیمسن (JAIMSON) آئے۔ اور لمبی اور اونچی چھلانگ میں جیمسن اوّل رہے اور آپ دوسرے

Marfat.com

درجے میں تھے۔ اُونچی چھلانگ میں وہ آپ سے ایک انچ اونچے رہے۔

قطب کی لاٹ کے پہلے کھنڈ پر ایک شخص کھڑا ہو جاتا تھا حضرت برادر اور دوسرے افراد ربڑ کی گیند جو ٹینس میں استعمال ہوتی ہے لاٹ کے نیچے سے اُچھالتے تھے۔ آپ کی گیند پہلے کھنڈ سے پانچ سات فٹ بلند ہوتی تھی، کیونکہ جو شخص وہاں کھڑا ہوتا تھا، بیان کرتا تھا کہ گیند میرے سر سے اوپر تھی۔ "آثار صنادید" میں سید احمد خاں نے پہلے کھنڈ کی اونچائی چھیانوے فٹ اور کچھ انچ لکھی ہے اس حساب سے آپ کی اُچھالی ہوئی گیند ایک سو دو یا تین فٹ کی بلندی تک جاتی تھی اور دوسرے افراد کی گیند پہلے کھنڈ سے نیچے رہتی تھی۔

افغانیوں کا ایک خاص کھیل ہے جو ایک ٹانگ سے کھیلا جاتا ہے۔ وہ لوگ اس کھیل کو تُخسَے کہتے ہیں۔ اس کھیل میں پھُرتی اور طاقت کی بڑی ضرورت پڑتی ہے حضرت برادر اس کھیل میں خوب مشاق تھے۔ آپ کے مقابلے میں بہت کم افراد جمتے تھے۔ بعض افراد آپ کی چُستی کو دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ آپ میں یہ خداداد بات ہے۔

جس دن سے آپ نے بندوق لی اور جب تک حضرت والد کی وفات ہوئی آپ ہفتہ میں ایک مرتبہ شکار کے واسطے جایا کرتے تھے۔ صبح سویرے جانا اور رات کے نو دس بجے تک آنا۔ حضرت والد آپ کے ساتھ دو تین معتبر افراد کو بھیجا کرتے تھے۔ اس زمانے میں دہلی کے چاروں اطراف میں بہ کثرت شکار تھا، لہٰذا آپ خالی ہاتھ بہت ہی کم آتے تھے۔ اس طرح شکار کا شوق دہلی ہی میں آپ پورا کیا کرتے تھے جو بیس پچیس اکتوبر سے بیس پچیس اپریل تک ہوا کرتا تھا۔ کوئٹہ میں چکور کا شکار ہوا کرتا تھا۔ گرمیوں کے موسم میں بندش رہا کرتی تھی۔ اوائل اکتوبر سے کھلتا تھا چنانچہ آپ دس پندرہ اکتوبر کو پانچ سات دن کے لئے دس پندرہ افراد کے ساتھ شکار کے واسطے جایا کرتے تھے۔ شکار کے منتظم جناب مُلّا ایاز کاکڑ ہوا کرتے تھے۔ وہ حضرت والد کے خصوصی افراد میں سے صاحبِ نسبت شخص تھے۔ شکار گاہ کوئٹہ سے تیس ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھی۔ چونکہ موسم سردی کا ہوتا تھا، چھولداریوں کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ حضرت برادر شکار کے دوران میں دو مرتبہ حضرت والد کی خدمت میں کسی کے ہاتھ شکار بھیجا

Marfat.com

کرتے تھے اور پھر آخر میں اپنے ہمراہ لایا کرتے تھے۔ حضرت والد بہت خوش ہوتے تھے اور بعض افراد کو تحفۃً ارسال کرتے تھے۔

سلسلۂ تعلیم اللہ کے فضل و کرم سے آپ کی صحت بحال ہوئی اور آپ پھر تحصیلِ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسکول کا جانا بند ہوا اور حفظِ قرآن مجید کا سلسلہ بھی بند ہو چکا تھا۔ اب صرف علومِ دین کی تکمیل کا مرحلہ درپیش تھا۔ حضرت والد نے مولانا مولوی محمد عمر کو مقرر فرمایا جو گھوسی ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۲۶ھ میں حضرت والد سے بیعت ہوئے تھے اور حضرات مجددیہ کی نسبت مبارکہ سے پوری طرح مُحلّٰی تھے۔ حضرت والد سے دو یا تین سال شاطبیہ پڑھی تھی۔ قاری نیاز احمد کے ہم سبق رہے۔

حضرت برادر نے چارشنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ میں جناب مولوی عبدالرحمٰن سے کافیہ شروع کی تھی۔ مولوی صاحب مدرسہ مولوی عبدالرب میں پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت برادر کے ساتھ ملّا محمد شاہ افغانی مدرسہ جایا کرتے تھے، انھوں نے کتاب کی جلد سے متصل کاغذ پر ایک طرف یہ شعر لکھا ہے ؎

کافیہ ہر چند باشد ہمچو سنگ — پیشِ آقا موم گشتہ بے درنگ

اور دوسری طرف کے کاغذ پر لکھا ہے ؎

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب — عبادت قبول و دعا مستجاب

ملّا محمد شاہ آپ کے ساتھ سبق دُہرایا کرتے تھے۔ انھوں نے آپ کی تحقیق اور فہم و فراست کو دیکھا اور پہلے شعر میں اس کا اظہار کیا اور انھوں نے آپ کی سلامت روی دیکھی تو آپ کے واسطے دعا کی۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہیں۔

چونکہ حضرت برادر نے علالت اور دماغ کی کمزوری کی بنا پر چند سال کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔ اسی لئے جناب مولانا محمد عمر سے ہدایۃ النحو پھر پڑھی اور کافیہ پھر شروع کی اور دقّتِ نظر کے ساتھ پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے شرح جامی شروع کی اتفاق سے حضرت مولوی صاحب علیل ہوگئے۔ لہٰذا دہلی میں مدرسہ عبدالرب میں اور کوئٹہ میں جناب مُلّا امان اللہ آخوند

Marfat.com

سے پڑھنا شروع کیا۔ دو سال تک یہ صورت رہی پھر حضرت والد کی رحلت ہوئی اور آپ نے جناب مولانا محمد عمر صاحب سے چار سال تک پھر استفادہ کیا اور فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ نے شاطبیہ اور تیسیر قاری نیاز احمد کے ساتھ حضرت والد سے پڑھی۔ ۱۳۳۷ھ میں آپ نے ابو عمرو بصری کی قرارت دونوں روایتوں سے پڑھی (روایتِ دُوری اور روایتِ سُوسی) اور آپ نے سوسی کی روایت اختیار کی اور اسی روایت سے آخر وقت تک تلاوت فرماتے رہے، کیا نماز میں اور کیا خارج از نماز۔

اگرچہ آپ نے علومِ متداولہ سب پڑھے لیکن آپ گرویدۂ وَحی تھے۔ وَحی چاہے مَتلُو ہو (قرآن مجید) چاہے غیر مَتلو (احادیثِ مبارکہ) اور پھر آپ کو علم ادب اور تاریخ سے بھی لگاؤ تھا۔

طریقت آپ خورد سالی سے کبھی غفلت کا شکار نہیں ہوئے، ہمیشہ باخبر اور ہوشیار رہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت والد نے آپ کو جھڑ کا ہو، زجر و تنبیہ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ حضرت والد نے آپ کی خدمت اور رفاقت کے لئے ہمیشہ باکمال اور اصحابِ قلوب افراد کا انتخاب کیا۔ مجھ کو اس کا علم نہیں کہ حضرتِ برادر کس عمر میں بیعت ہوئے البتہ یہ دیکھا کہ ۱۳۳۶ھ تک ہر روز آپ ایک پارہ کلامِ الٰہی کا مصحف شریف میں دیکھ کر حضرت والد کو سُنایا کرتے تھے۔ حضرت والد اور اصحابِ نسبت افراد خوش ہوتے تھے، اور یہ بھی دیکھا کہ حضرت برادر اپنی مخصوص مستانہ رفتار سے خانقاہ شریف میں جا رہے تھے۔ اچانک حضرت والد کی آپ پر نظر پڑ گئی اور آپ نے اہلِ حلقہ سے فرمایا۔ "تم لوگ اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑتے ہو۔ دیکھو ہمارے بلال کے دل کو کہ خود اللہ کی طرف مڑا ہوا ہے"۔ یعنی آپ کا مبارک دل دولتِ حضور و آگاہی سے سرشار ہے، یہی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کے لئے سالہا سال محنت کی جاتی ہے اور خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے۔

۱۳۳۴ھ میں میرا اور حضرت برادر کا قیام دہلی میں تھا اور حضرت والد ریاست رامپور میں نظر بند تھے۔ آپ نے مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لال میاں دہلی کو مکتوب ارسال فرمایا۔

Marfat.com

اس میں حضرتِ برادر کے متعلق تحریر فرمایا ہے "قرآن مجید اور وظیفہ ترک نہ کریں، گناہ کی بات سے دُور رہیں" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت برادر خورد سالی سے سلسلہ شریفہ سے وابستہ ہو چکے تھے اور یہ وابستگی نام کی نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو اپنی طرف جذب کر لیا تھا اور اب وقت آگیا تھا کہ حُلّۂ خلافت آپ کے تن پر آراستہ ہو، چنانچہ اوائل جمادی الاوّلیٰ ۱۳۳۵ھ اواخر فروری ۱۹۱۷ء میں امتحان دینے کے لئے آپ کا اور میرا سفر کوئٹہ بلوچستان کا ہوا۔ ہمارے ساتھ مُلّا خیر اللہ اندڑی اور مُلّا ولی محمد نسوخیل تھے۔ رات کے نو بجے ریل کے روانہ ہونے کا وقت تھا۔ حضرت والد برائے تودیع اسٹیشن تشریف لے گئے۔ بیس پچیس افراد مخلصین میں سے بھی پہنچ گئے تھے۔ جب ہم دونوں ریل کے ڈبّے میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا گیا تو حضرت والد نے کھڑکی سے دونوں مبارک ہاتھ اندر داخل کئے حضرت برادر کا ہاتھ پکڑا، میں بھی شریک رہا۔ ہمارے پیچھے مُلّا خیر اللہ اور مُلّا ولی محمد کھڑے تھے۔ آپ نے کلمۂ توحید اور کلمۂ شہادت پڑھ کر فرائض کی ادائگی اور محرّمات سے اجتناب کا وعدہ لیا اور پھر حضرت برادر سے فرمایا۔ ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ طالبِ مولیٰ کو سلسلۂ مبارکہ میں داخل کر کے اللہ کا نام بتاؤ۔ پھر آپ نے دعا کے واسطے مبارک ہاتھ اُٹھائے اور ہم نے اور سب افراد نے ہاتھ اُٹھائے۔ اسٹیشن کے بابو اور افسران بہت ادب سے پیچھے کھڑے رہے۔ جب آپ نے دعا ختم کی، گارڈ نے ادب کے ساتھ آپ سے کہا۔ آپ ذرا پیچھے ہو جائیں، ریل روانہ ہونے کو ہے چنانچہ آپ پیچھے ہوئے اور گارڈ نے ہری بتّی دکھائی اور ریل نے حرکت کی۔ اس وقت شمسی حساب سے آپ کی عمر سولہ سال اور تین مہینے کی تھی اور میری عمر شمسی حساب سے دس سال اور تین مہینے کی تھی۔

بیعت خلافت

کوئٹہ پہنچنے پر حضرت برادر کی خلافت کی خبر مشہور ہوئی۔ مُلّا عبد الحلیم آخوند زادہ حضرت والد کے مخلصین کے سرتاج تھے۔ صاحبِ نسبت اور مرید باتمکین تھے۔ کوئٹہ سے پانچ میل کے فاصلے پر "چوہی" میں رہتے تھے۔ انھوں نے جب حضرت برادر کی ولادت

Marfat.com

کی خبر سنی تھی، چند دُنبے ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور خوردسالی میں حضرت برادر کی تختی کی اصلاح بھی کی تھی۔ آمدنامہ وغیرہ بھی پڑھایا تھا۔ ان کو جب یہ خبر پہنچی، فوراً جذبہ کی کیفیت میں آپ کے پاس پہنچے، فرطِ محبت سے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں، انھوں نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیا اور کہا اللہ نے مجھ کو یہ خوشی کا دن دکھایا کہ میرے پیر و مُرشد کے صاحبزادے کو خلافت ملی اور پھر انھوں نے کہا۔ آپ مجھ کو بیعت کر لیں۔ ان کا اصرار اتنا زیادہ ہوا کہ حضرت برادر نے ان کو بیعت کر لیا اور وہ حضرت برادر کے مُریدِ اوّل ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

امامت اوائلِ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ میں آپ کو خلافت ملی اور پھر چار مہینے کے بعد اوائلِ رمضان میں منصبِ امامت پر فائز ہوئے۔ اس کی صورت اس طرح ہوئی کہ قاری نیاز احمد سالہاسال سے تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ فرض نماز اور وتر حضرت والد پڑھایا کرتے تھے۔ دوسری یا تیسری تاریخ رمضان کی تھی کہ حضرت والد نے اچانک حضرت برادر سے فرمایا "بلال نماز پڑھاؤ" آپ نے امتثالِ امر کیا اور نماز پڑھائی۔ آپ کی عمر اس وقت سولہ سال سات مہینے کی تھی۔ اس عمر میں آپ نے اس خوبی سے نماز پڑھائی کہ حضرت والد اور تمام مخلصین کا دل خوش ہوا۔ نماز کے بعد مخلصین نے ہدیۂ محبت حضرت برادر کے واسطے حضرت والد کو پیش کیا۔

چار مہینے کے بعد آخر اکتوبر میں دہلی آمد ہوئی اور حضرت والد نے گیارہ ماہِ صفر ۱۳۳۶ھ (۲۷ نومبر ۱۹۱۷ء) کو حضرت سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ کی فاتحہ کی اور دہلی کے علماء اور اصحابِ انشاء اور عمائدین کو دعوت دی اور سب کو حضرت کے مزارِ مبارک کے احاطے میں مدعو کیا۔ حضرت کے مزار کا احاطہ بستی حضرت نظام الدین سے سمت جنوب ایک تیر کے فاصلے پر ہے۔

حضرت کے عرس شریف کی تاریخ اور مہینہ گیارہ ذی القعدہ ہے۔ یہ فاتحہ خلافِ معمول اس سال ہوئی۔ مزار شریف کے پاس شامیانوں اور دری چاندنی کا انتظام تھا،

Marfat.com

باورچی نے وہاں بہت عمدہ بریانی اور زردہ پکایا۔ کھانے کے بعد اذان ہوئی۔ جب اقامت ہونے کو تھی حضرت والد نے مولانا کرامت اللہ خان اور مولانا مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اب ہمارے بیٹے نماز پڑھائیں گے آپ کی کیا رائے ہے۔ دونوں صاحبان نے کہا۔ صاحبزادے پندرہ سال کے ہو چکے ہیں، لہٰذا نماز درست ہے۔ آپ نے فرمایا "اللہ کے فضل سے سولہ سال کے ہو چکے ہیں" اور پھر حضرت برادر نے نماز پڑھائی۔

حضرت برادر کی عمر اس وقت شمسی حساب سے سترہ سال اور چار دن کی تھی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ اس سال خلافِ معمول فاتحہ اور علماء و مشائخ و عمائدین کا اجتماع اس لئے ہوا تھا کہ حضرت برادر کی امامت کا اعلان ہو جائے۔ حضرات مشائخِ کبار کے نزدیک نماز کی امامت عظیم منصب ہے۔ شیخ مقتدا جس شخص کو نماز کا امام بنا دے اس نے درپردہ اس شخص کو اپنا جانشین بنا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی علالت میں امام بنایا۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے:-

"علماء نے کہا ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ تمام صحابہؓ سے مطلقاً افضل اور سب سے زیادہ خلافت کے شایان تھے۔ ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور میں اس وقت موجود تھا، غائب نہیں تھا اور بیمار بھی نہیں تھا لہٰذا ہم اُمورِ دنیویہ کے لئے ان پر راضی ہوتے ہیں جن کو ہمارے دین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا ہے۔"

چوں کہ حضرت والد شریعت اور طریقت کے حقائق سے پوری طرح واقف تھے اس لئے آپ نے حضرت برادر کی امامت کا اعلان کر دیا اور اس دن کے بعد سے امامت حضرت برادر ہی کیا کرتے تھے۔ کوئٹہ کی جامع مسجد اور عیدگاہ کے امام جناب مفتی عبید اللہ آخوند تھے

Marfat.com

ان کی بہت خواہش تھی کہ جمعہ اور عیدین کی نماز حضرت والد پڑھائیں اور آپ احیاناً امامت کر لیا کرتے تھے، لیکن اس واقعہ کے بعد جب اواخر اپریل میں کوئٹہ جانا ہوا، حضرت والد نے حضرت برادر سے کہا کہ نماز پڑھائیں، چنانچہ آپ ہی جمعہ وعیدین کی نماز پڑھاتے تھے۔

اس تاریخ کے بعد سے جو بھی داخلِ سلسلہ ہونا چاہتا تھا اکثر و بیشتر حضرت برادر ہی اس کو داخلِ سلسلہ کیا کرتے تھے۔ شاذونادر ہی بعض افراد ہوں گے جن کو حضرت والد نے بیعت کیا۔

حضرت والد کی عنایات

۱۳۳۴ھ میں مولوی بخش اللہ کے جوابی کارڈ پر حضرت برادر کو ریاست رامپور سے تحریر فرمایا ہے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بَرخُورْدَار مَحْمُوْدُ الْخِصَال، حَضْرَت بِلَال حَفِظَهُ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَال عَنْ اِتِّبَاعِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالْهَوٰى وَالضَّلَال، وَعَنْ سُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَال، وَجَعَلَهٗ رَضِيَّ الْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَال ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَكَمَال" الخ

ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ پسندیدہ عادتوں والے برخوردار حضرت بلال اُن کو بلند و باعزت اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، نفس و شیطان اور بُری خواہش اور گمراہی سے، اور گھر والوں اور مال کی بُری بازگشت سے، اور کردے ان کو عمدہ افعال اور اقوال والا اور صاحبِ صلاح وفلاح وکمال۔

حضرت والد نے حضرت برادر کو محمود الخصال قرار دیا ہے۔ یعنی آپ کی عادتیں ایسی ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔

ایک اور خط میں عربی عبارت تحریر فرمائی ہے، اس کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

"کسی شاعر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے صاحبزادے حضرت بلال کی مدح میں قصیدہ کہا۔ اس قصیدہ کا ایک مصرع یہ ہے۔ وَبِلَالُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ عبداللہ کے بلال بہتر بلال ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عبداللہ ناراض ہوئے اور شاعر سے کہا۔ تم

Marfat.com

نے غلط بات کہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال بہتر بلال ہیں۔ ان حضرات سے اللہ راضی ہو اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ انھوں نے حق دار کے حق کو جانا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔"

۱۳۳۸ھ میں حضرت والد نے آپ کو ریاست رامپور بھیجا۔ آپ کے ساتھ شیخ غلام احمد ہانسوی، حافظ غلام محمد دہلوی باغ والے اور تین اصحاب نسبت افغانیوں کو کیا۔ اوّل الذکر دونوں افراد کمالاتِ باطنی سے محلّی اور آداب مجلس سے پوری طرح واقف تھے۔ آپ کے روانہ ہونے کے دوسرے دن مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لال میاں (دہلی) کو مکتوب دے کر رامپور روانہ کیا۔ اس مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

"جس قدر خوبی اور محبت سے ہمارے عزیزوں کی خاطر اور ادب کرو گے اُسیقدر ہماری خوشی اور تمھاری سعادت مندی ہوگی۔ سات آٹھ وقت کھانا کھلاؤ، سب اقارب کو اور مبلغ کی ضرورت ہو تو طلب کرو تار کے ذریعے ہم روانہ کر دینگے۔ اَنْفِقْ بِلَالًا وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِالْعَرْشِ اِقْلَالًا۔ مغرب وعشاء کی نماز پڑھا یا کرو۔

بر می عمارتِ دل کن کہ ایں جہانِ خراب درآں سراست کہ از خاک ما بسازد خشت

یکشنبہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ"

مکتوب شریف میں جو عربی عبارت ہے وہ حدیث شریف کا ایک حصہ ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا، آپ اس مال کو حضرت بلال سے تقسیم کروا رہے تھے۔ اس دوران میں آپ نے حضرت بلال سے یہ بات فرمائی جو حضرت والد نے نقل کی ہے کہ اے بلال خرچ کرو (بانٹو) عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔

حضرت والد نے حدیث شریف کے مضمون سے اپنے فرزندِ ارجمند کو خطاب کیا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائیں تاکہ اہلِ نسبت اور اصحابِ قلوب کی خوشی دو بالا ہو۔ حضرت برادر نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا۔

Marfat.com

ایک ہزار چھ سو چھیاسی روپیہ نقد تقسیم کیا اور آٹھ وقت تمام صاحبزادگان مجددیہ کو مکلف کھانا کھلایا۔

۱۳۳۹ھ میں حضرت والد ہم سب کو ساتھ لے کر رامپور تشریف لیگئے۔ حضرت برادر کو صاحبزادگانِ مجددیہ کے مراتب سے آگاہ کیا، پھر اپنے والد ماجد حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ آدابِ زیارت، عرضِ سلام، طریقۂ فاتحہ اور مراقبہ سے عملی طور پر آگاہ کیا۔ اس دن مولانا ظہور الحسن، مولانا عبدالغفار خان، مولانا سلامت اللہ اور بہ کثرت اہلِ نسبت موجود تھے۔ ایک سو سے زائد افراد کا اجتماع تھا۔ عرضِ سلام کے بعد مزارِ پُر انوار سے تین ساڑھے تین گز کے فاصلے سے، مزار شریف کی طرف مُنہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے ادب سے دوزانو بیٹھے۔ حضرت برادر نے سورۂ یاسین بلند آواز سے تلاوت کی۔ اس کے بعد آدھا گھنٹہ سب مُراقب رہے۔ پھر دعا ہوئی۔

حضرت والد اس کے بعد دو سال حیات رہے اور دونوں سال حضرت برادر کو مخلصین با تمکین کے ساتھ رامپور بھیجا۔ حضرت والد جو عنایات اور شفقتیں آپ کے حال پر کرتے تھے، اس کے پیشِ نظر مجھ کو آپ کے جدِ بزرگوار حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کے ایک مکتوب کی وہ عبارت یاد آجاتی ہے جو آپ نے ایک مخلص کو اپنے فرزندِ اصغر حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ کے متعلق تحریر فرمائی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے :۔

"نسخۂ فرزندی در سالہا بہ تصحیح رسیدہ است، او تعالیٰ بہ اقصی الغایت رساند و در عمرش برکتِ کثیر عنایت فرماید، بمنہ وکرمہ"

(یعنی) "میرے فرزند کے وجود کا نسخہ سالوں کی محنت کے بعد درست ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے لُطف وکرم سے ان کو انتہائے مقصود تک پہنچائے اور ان کی عمر میں برکت دے"

حضرت والد نے اگرچہ یہ الفاظ نہ کہے ہیں اور نہ لکھے ہیں، لیکن آپ کے عمل اور آپ کی شفقت سے اس کا اظہار ہوتا تھا اور ہونا بھی چاہیئے۔

Marfat.com

حضرت والد میلاد شریف کی مبارک محفل میں اپنے جدِ امجد کی کتاب "سعید البیان" پڑھا کرتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ سارا بیان آپ ہی پڑھتے تھے، لیکن ۱۳۴۱ھ میں جو آپ کی حیات کا آخری سال تھا۔ آپ نے ایک حصّہ حضرت برادر سے پڑھوایا۔ اُس وقت آپ نہایت ادب سے سر جُھکائے سنتے رہے۔ حضرت برادر کے پڑھنے سے آپ بہت خوش ہوئے۔ اِس طرح آپ نے یہ ظاہر کردیا کہ اب میرے فرزند اس مبارک احتفال کو قائم رکھیں گے۔

آپ کی محبّت اگر حضرت والد کو آپ سے محبّت تھی اور آپ کی ہر خوشی کو پورا کرتے تھے، آپ بھی دل و جان سے حضرت والد کے گرویدہ تھے۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ حضرت والد کو آرام پہنچائیں اور ان کے دل کو خوش کریں۔ آپ احیاناً مردانے میں اپنے ہاتھ سے کسی قسم کی شیرینی یا چائے بناتے تھے، اور چائے کبھی کشمیری، کبھی شیر چائے اور کبھی عمدہ سبز چائے ہوتی تھی۔ آپ جب کوئی چیز تیار کرلیتے تھے، سب سے پہلے حضرت والد کو پیش کرتے۔ حضرت والد حلقہ میں ہوتے تھے۔ حضرت برادر عرض کرتے۔ یہ میں نے بنائی ہے آپ نوش فرمائیں۔ یہ سُن کر حضرت والد خوش ہوتے اور نوش فرماتے اور حاضرین سے کہتے۔ دیکھو ہمارے بلال نے، یا دیکھو بڑے آغا صاحب (آقا صاحب) نے کتنی عمدہ چائے بنائی ہے یا شیرینی تیار کی ہے۔ اور آپ کو دعائیں دیتے تھے۔

کوئٹہ میں خانساماں ولی محمد شاہجہاں پوری سے حضرت برادر نے آئس کریم بنانے کا طریقہ سیکھا اور پھر کئی مرتبہ آم کی آئس کریم بنا کر حضرت والد کو کھلائی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور مخلصین سے فرمایا کرتے تھے۔ دیکھو ہمارے بلال نے آم کی عمدہ آئس کریم بنا کر ہم کو کھلائی۔

ایک دن دہلی میں ہم سب بھائی بہن صبح کی چائے پی رہے تھے۔ حضرت والد خلافِ معمول تشریف لے آئے۔ حضرت برادر کی جب ان پر نظر پڑی فوراً ایک پیالی

Marfat.com

میں چائے تیار کرکے پیش کی اور عرض کی۔ چائے لذیذ ہے نوش فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے نوش فرمائی اور حضرت برادر سے محبّت کی باتیں کیں۔

قاری نیاز احمد تراویح میں ۲۹ کی شب کو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ آخر کے تین چار سال میں حضرت برادر اس مبارک شب کو خوب چراغاں کیا کرتے تھے۔ حضرت والد خوش ہوتے تھے۔

حضرت والد کی علالت جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ (۹ فروری ۱۹۲۳ء) کو شروع ہوئی اور شب جمعہ ۲۹ جمادی الآخرہ (۱۶ فروری) کو رات کے ڈھائی بج کر پانچ منٹ پر رحلت فرمائے خلد بریں ہوئے۔ اس علالت کے دوران میں آپ نے رات دن حضرت والد کی خدمت کی اور دعائیں حاصل کیں، اور پھر آپ ہی نے حضرت والد کی نماز جنازہ پڑھائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام المتّقین بنایا۔

حضرت والدہ حضرت والدہ کو بھی آپ سے ایک خاص محبت تھی۔ سنہ ۱۳۴۰ھ میں وہ شدید علیل ہوئیں۔ بہ ظاہر احوال امیدِ حیات نہ تھی۔ زنانہ ہسپتال میں صاحبِ فراش تھیں۔ انھوں نے ڈاکٹرنی سے کہا میری تمنّا ہے کہ اپنی بہو دیکھ لوں۔ ڈاکٹرنی نے حضرت والد سے کہا اور اواخرِ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ میں حضرت برادر کا عقد نکاح ہوا۔ حضرت والدہ کو قلبی مسرّت حاصل ہوئی اور مرض میں تخفیف ہوئی۔

حضرت والد کی وفات کے بعد حضرت والدہ کی خدمت خوب اچھی طرح کی، ان کی آسائش اور آرام کا ہر طرح خیال رکھا۔ اگر کسی وقت حضرت والدہ کو خاموش یا رنجیدہ پاتے تھے فوراً ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے، اور جب تک وہ خوش نہ ہوجاتی تھیں آپ ان کے پاس سے نہ ہٹتے تھے، آپ حضرت والدہ کو خوش دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے۔

سنہ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء میں میرا اور برادرِ خورد حضرت ابوالسعد سالم کا تحصیلِ علم کے لئے

Marfat.com

مصر جانا ہوا، ہمارے مصر جانے کے بعد حضرت برادر نے ان کو خوش رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، کابل لے گئے اور وہاں پغمان وغیرہ کی سیر کرائی۔ بڑی ہمشیرہ صاحبہ کی رحلت ہو گئی۔ اُن کی دو صاحبزادیاں تھیں اور اُن کی پرورش خوردسالی سے حضرت والدہ نے کی تھی۔ آپ نے ان دونوں کا عقد نکاح حضرت والدہ کی خواہش پر کیا۔ ہم دونوں کی مراجعت سے پہلے کوئٹہ کے عظیم زلزلہ میں حضرت والدہ ماجدہ نے جمعہ کی شب میں صبح صادق سے کچھ پہلے، ۲۷ صفر ۱۳۵۴ھ (۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) کو اپنے ایک پوتے ابوالمجد عبدالرحمٰن اور دو پوتیوں عائشہ اور زینب کے ساتھ رحلت فرمائی، خود حضرت برادر اور اُن کی اہلیہ محترمہ اور ان کے دو صاحبزادے عبیدالرحمٰن و عبداللہ بھی ملبہ کے نیچے دب گئے تھے اور بعد میں مخلصین پاک نہاد نے ان سب کو نکالا۔ باوجودے کہ حضرت برادر خستہ دل اور خستہ تن تھے۔ آپ نے حضرت والدہ اور تینوں جگر پاروں اور دونوں مخلصین کی نعشوں کو اُسی دن غروب آفتاب سے پہلے ڈھائی میل کے فاصلہ پر سریاب لے جا کر دفن کیا۔

میں نے اس عظیم زلزلہ کی تاریخ "رستخیز بود آنجا" سے نکالی ہے اور اس سلسلہ میں رسالہ "اشکِ غم" لکھا ہے، جو فارسی نظم میں ہے۔ اس نظم کو جب عالمِ کامل، ادیبِ فاضل، صلاح الدین خان سلجوقی ہراتی، جنرل قونصل مملکتِ خداداد افغانستان رحمہ اللہ نے دیکھا، چند اشعار نظم کئے جو درج ذیل ہیں:-

قطعہ

إِذِ السَّاعَةُ اقْتَرَبَتْ يَا لَهَا
وَزُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا
(امرؤ القیس)

شبے بود تاریک چون چاہِ ویل[1] فروہشتہ ظلمت بہ آفاق ذیل
غبارِ سیہ خفتہ بر کوہسار خزانِ اجل رفتہ بر مرغزار[2]

---

[1] ویل نام وادی است در دوزخ ۱۲ منہ
[2] مرغزار بروزن شہسوار بمعنی سبزہ زار ۱۲ منہ

جبینِ اُفق زابرہا خوردہ چین[1] ۔ طبیعت بہ خشم آمدہ برزمین
شدہ تیغ بہرام[2] آہیختہ ۔ زُحل مَشْئَمَتْ برزماں ریختہ
ستارہ بہ چشمک سخن می کند ۔ خبر خلق را از شجن می کند
ولے خلق در خوابِ سنگیں بُدند ۔ ہم آغوشِ احلامِ رنگیں بُدند
دلِ دہر از کینہ ہا تنگ بود ۔ زماں بازمیں در سرِ جنگ بود
دلِ خاک را تنگ شد حوصلہ ۔ برانگیخت بر خاکیاں غلغلہ
بغرّید رعد و بلرزید کوہ ۔ کہ درّید ازاں صدمہ پُر ستوہ[3]
بجنبید وادی بیفتاد لاخ ۔ بلمبید شہر و بغلطید کاخ
زدیو اجل پہن[4] شد باہا[5] ۔ وَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا
بجوشید لاوہ برآمد سعیر[6] ۔ زگو گردِ آتش بہ صوتِ زئیر[7]
دل تیرۂ خاکداں چاک شد ۔ تف و دودِ آہش برافلاک شد
ازاں دود نارِ اجل برفروخت ۔ بسے خلق را رختِ ہستی بسوخت
یکے مغزش از منخر آمد بروں ۔ یکے را شدہ سر بہ سینہ دروں
یکے می طپید در برِ خون و خاک ۔ دگر می دمد از درونِ مغاک
یکے گردنش خستہ، دیگر کمر ۔ رواں بر لب و نیست کس را خبر
یکے می بنالد کہ دریاب زود ۔ دگر می بموید[8] کہ بشتاب زود
یکے رفتہ شہتیر بر دوش آں ۔ دگر خفتہ سکرت در آغوشِ آں
یکے خوش خراماں بہ سوئے نعیم ۔ دگر لنگ لنگاں بہ طوفِ جحیم
یکے خاک در حلق و گوید کہ آب ۔ دگر در گلو خوں چو تنگ شراب

---

[1] چین، شکن راگویند۔ ۱۲ منہ [2] بہرام مریخ راگویند کہ شمارش در ستارہائے نحس دانند۔ ۱۲ منہ
[3] ستوہ۔ ملال واندوہ۔ ۱۲ منہ [4] پہن۔ فراخ۔ ۱۲ منہ [5] باہا۔ بازوہا۔ ۱۲ منہ [6] سعیر۔ شعلۂ آتش۔ ۱۲ منہ
[7] زئیر۔ آواز شیر یعنی مہیب۔ ۱۲ منہ [8] بموید۔ بنالد۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

یکے سر برآوردہ از خاکِ گور | بداں ساں کہ یُبْعَثُ مَافِی الْقُبُور
مگر آں زنِ[1] صابرِ راستیں | ہمی رفت و گفت اے رفیقِ بریں
اگر خرقۂ ہستیش چاک شد | روانِ شریفش برافلاک شد
روان از ثری بر ثریا رسید | چو یک قطرہ در بحرِ وحدت چکید
سہ احفاد[2] با او ز دنیا شدند | سہ[3] رُوحِ رواں باخرد پُر شدند

خدا ایش رساند بہ اوجِ قبول
بنوشد مئے مغفرت با بتول ف۔معرفت

آپ کا صبر زلزلہ کے ایک سال بعد حضرت برادر کے ساتھ میں کوئٹہ گیا۔ وہاں کی بربادی اور ویرانی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سارا شہر ملبہ کا ڈھیر تھا۔ حکومت ملبہ اُٹھوا رہی تھی اور لاشیں نکل رہی تھیں۔ میں نے بعض ایسے افراد دیکھے جن کی اولاد زلزلہ کا شکار ہوئی تھی، وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور ان کے دماغ میں فتور آگیا تھا۔ کوئٹہ کے متعدد افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت برادر نمونۂ صبر و رضا بنے ہوئے تھے، انھوں نے کتنے ہی ہمسایوں کی مدد کی اور ان کے متعلقین کو ملبہ میں سے نکلوایا۔ آپ کوئٹہ سے شملہ تشریف لے گئے۔ افغانستان کے جنرل قونصل صلاح الدین خاں نے سمرہل میں آپ کی رہائش کا بندوبست کیا تھا۔ آپ وہاں تین مہینے گوشۂ عافیت میں رہے۔

بہن بھائی دو بہنیں آپ سے بڑی تھیں۔ بڑی بہن کا نام صدیقی تھا وہ آپ سے چھ سال بڑی تھیں۔ خوردسالی سے ان کو گوناگوں امراض نے گھیر رکھا تھا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ ان کے لئے دوا نہ آتی ہو۔ مسلسل علالت کی وجہ سے اُن کا مزاج نازک ہوگیا تھا۔ وظائف و عبادات سے ان کو بہت لگاؤ تھا لہٰذا طبیعت میں گرمی

---

[1] اشارہ بہ حضرت والدہ۔۱۲منہ [2] ابوالمجد عبدالرحمٰن، عائشہ، زینب۔۱۲منہ
[3] سہ روح ای روح طبیعی، روح حیوانی، روحِ انسانی کہ تابعِ عقل اند۔۱۲منہ

Marfat.com

کا اثر نمایاں تھا۔ ان کا عقد نکاح ہوا، دو مرتبہ خاوند کے گھر گئیں، دو بچیاں ہوئیں، پھر جانا نہ ہوا۔ میرا اور برادرِ خورد کا قیام مصر میں تھا، حضرت برادر اور حضرت والدہ کوئٹہ میں تھے کہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ (۶ مئی ۱۹۳۲ء) کو ان کی رحلت ہوگئی۔ حضرت برادر کو اُن سے بہت محبّت تھی۔ اُن کی وفات کی خبر سُن کر آپ کو بہت رنج و ملال ہوا۔ آپ نے عربی میں اپنے تاثرات کا بیان کیا ہے۔ ہمشیرہ صاحبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"آپ نے خوشی کا ایک دن بھی نہیں دیکھا اور نہ آپ کبھی صحت یاب ہوئیں۔ جب جمعرات کی نصف شب گزر گئی، آپ قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوگئیں اور اسی حال میں آپ کی وفات ہوئی۔ مجھ کو اس بات کا ہمیشہ صدمہ رہے گا کہ میں اس وقت حاضر نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کوثر سے سیراب کرے اور جنّاتِ عالیہ میں آپ کے درجات بلند ہوتے رہیں۔ اور آخر میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

فَهٰذَا كَلَامٌ عَنْ اَخِيْكِ مُنَظَّمٌ   بِلَالٍ عَفَى عَنْهُ الْاِلٰهُ الْكَبَائِرَا

چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ کی اور میری اور برادرِ خورد کی شادیوں کا بندوبست آپ ہی نے کیا اور بڑے پیمانے پر کیا۔ حقیقت یہ ہے جس شفقت اور محبّت سے آپ نے ان تقریبات کو انجام دیا یہ آپ ہی کے ظرفِ عالی کا کام تھا۔ اللہ آپ کے مراتب بلند کرے۔

جب مصر سے ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں میری اور برادرِ خورد کی واپسی ہوئی تو حضرت برادر کراچی تشریف لے گئے تھے اور دہلی میں پورا بندوبست استقبال کا اور صدہا افراد کو کھانا کھلانے کا کر گئے تھے۔ آپ کی محبّت و شفقت اور حُسن انتظام کا جو اثر میرے دل پر ہوا وہ مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ دہلی پہنچنے پر آپ نے ہم دونوں کو موٹر میں بٹھایا اور خود آپ مع صدہا مخلصین کے پا پیادہ موٹر کے آگے چل رہے تھے۔ کوئٹہ کے زلزلے کو آٹھ مہینے کا عرصہ گزرا تھا۔ تین جگر پاروں کا غم آپ کے دل میں تھا اور پھر آپ اخوّت و محبّت کی ایک اعلیٰ مثال قائم کر رہے تھے۔

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَهٗ وَرَحِمَهٗ وَرَضِيَ عَنْهُ

Marfat.com

اَساتذہ کا اَدب آپ حضرات اساتذہ کا نہایت ادب اور احترام کرتے تھے۔ تقسیم ہند سے کچھ دن پہلے آپ کے پاس حافظ محمد عمر دھلوی تشریف لائے۔ اُن کی بینائی نہیں تھی۔ خورد سالی میں کئی مہینے قرآن مجید پڑھایا تھا، آپ نے اُن کو احترام سے بٹھایا، ان کی خاطر تواضع کی، میں نے دیکھا کہ جب حافظ صاحب تشریف لے جارہے تھے بہت خوش تھے اور آپ کو دعائیں دے رہے تھے۔

ایک مولوی صاحب آپ کے بچپن کے ساتھیوں میں سے تھے، وہ اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے اپنے استاد کا ذکر اہانت سے کیا۔ وہ استاد حضرت برادر کے بھی اُستاد تھے۔ آپ کو نہایت رنج ہوا اور اُن سے ملنا چھوڑ دیا۔ ایک دن مجھ سے فرمایا۔ جو شخص اپنے اُستاد کا ادب نہ کرے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے ملا جائے۔

جناب مُلّا امان اللہ رحمۃ اللہ ورضی عنہ ہم تینوں بھائیوں کے مشفق اور مہربان استاد تھے ان کی رحلت کے وقت میرا قیام مصر میں تھا۔ مجھ کو حضرت برادر کا تحریر کردہ ایک پرچہ ملا ہے۔ آپ کو جب مُلّا صاحب کی رحلت کی خبر ملی تو کچھ عربی اشعار کہے۔ ابتدا کے دو شعر لکھتا ہوں، فرمایا ہے ؎

عَلَیْکُمْ اَمَانَ اللّٰہِ سِلْمٌ وَرَحْمَۃٌ مِنَ اللّٰہِ عَنْ زَیْدٍ بِلَالٍ وَسَالِمِ
تُوُفِّیْتَ عَنَّا وَالْعُیُوْنُ تَفَجَّرَتْ دَمًا عَنْ مَاْقِیْھَا لِحُزْنٍ بِعَالِمِ

اے امان اللہ آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت کا نزول زید و بلال اور سالم کی طرف سے ہو، آپ وفات پاگئے اور ہماری آنکھیں ایک عالِم کے غم میں خون بہا رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے یہ مضمون نظم کیا ہے " صاحبِ علم و حلم اور صاحبِ تقوی پر سلام ہو۔ جب آپ کی رحلت کی خبر بلال کو پہنچی، اس نے اپنے مولیٰ سے یہ عاجزی دُعا کی کہ وہ آپ کے مراتب اور منازل بلند کرے۔ آپ نے علم کی خدمت خوب شوق سے رات دن کی ہے۔ کیا سرما اور کیا گرما، آپ ہر وقت پڑھانے میں مصروف رہے۔ آپ کی جدائی کا جو صدمہ مجھ کو ہوا ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

مسندِ ارشاد حضرت والد کی وفات جمعہ ۲۹ رجمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ (۱۶ ر فروری ۱۹۲۳ء) میں ہوئی اور آپ مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال اور کچھ مہینوں کی تھی۔ آپ کا عنفوانِ شباب تھا، خلائق کا ہجوم تھا، آپ ایک چٹان کی طرح مستقیم الاحوال رہے۔ جو لباس حضرت والد کی حیات میں پہنتے تھے اس میں کوئی فرق نہ آیا۔ تحصیلِ علم کا سلسلہ اُسی طرح جاری رہا جیسے پہلے تھا۔ پاپیادہ مدرسہ جانا، سبق پڑھنا، مطالعہ کرنا اور عصر کو سیر و تفریح کے لئے باہر جانا۔

آپ نے تفسیر بیضاوی، صحاح ستہ اور فنِ ادب کی تکمیل حضرت والد کی وفات کے بعد کی۔ آپ کا تعلق جناب مولانا محمد عمر سے بہت رہا۔ تحصیلِ علم کے بعد بھی تین چار سال ان سے استفادہ کرتے رہے اور اللہ کے فضل سے آپ کو علومِ دینیہ میں وہ مقام حاصل ہو گیا جو ایک مذہبی رہنما کو حاصل ہونا چاہیئے۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں احناف دو گروہ میں بٹ گئے ہیں، ایک گروہ "دیوبندی" کہلاتا ہے اور دوسرا "بریلوی" اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ دونوں جماعتیں اِفراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت برادر کو اُسی مبارک طریقہ پر رکھا جو حضرات کرام اور علماءِ اعلام کا طریقہ رہا ہے اور جس پر حضرت والد عامل تھے۔

علم ظاہر کی تکمیل کے ساتھ علمِ باطن کی تکمیل میں بھی آپ مصروف رہے۔ ایک مولوی صاحب حضرت والد سے بیعت تھے۔ دو تین سال اچھی ریاضت کی تھی۔ حضرت والد کی وفات کے بعد ایک دوسرے نقشبندی پیر صاحب سے استفادہ کرنے لگے۔ اتفاق سے ایک دن اُن کی ملاقات حضرت برادر سے ہوئی، میں بھی اُس وقت موجود تھا، حضرت برادر ان سے باتیں کر رہے تھے، میں نے مولوی صاحب پر ایک طرح کا اثر محسوس کیا۔ تھوڑی دیر بعد انھوں نے حضرت برادر سے کہا "میں آپ کی باتوں میں نسبت شریفہ کا اثر اُسی طرح پاتا ہوں جس طرح حضرت صاحب قدس سرہٗ کی باتوں میں پاتا تھا"

جس شخص کا دل غفلت سے پاک ہو کر آگاہ ہو جاتا ہے اس کے کلام میں نسبت

Marfat.com

شریفہ موجیں مارتی ہے۔ اگر مخاطب صاحبِ قلب ہوتا ہے تو وہ لطف اندوز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دولت سے حضرت برادر کو مالا مال کیا تھا، لہٰذا اصحاب قلوب آپ کے گرویدہ تھے۔

حجازِ مقدّس کا سفر ۱۳۴۶ھ میں آپ نے حرمین شریفین کا قصد کیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے ساتھ تھیں۔ افغانستان اور بلوچستان کے پچیس مخلص ساتھ تھے۔ آپ نے حضرت استاذ مولانا مولوی محمد عمر اور اور خادمِ خصوصی مُلّا عمر سلطانخیل کو بھی ساتھ لیا، میں اور میری اہلیہ بھی ساتھ تھے۔ بنگال کے مولانا مولوی عبدالعزیز کُھلنوی کو خبر ہوئی تو وہ بھی پندرہ بیس مخلصین کے ساتھ شریکِ سفر ہوئے۔ میں نے اس مُبارک سفر کا حال تفصیل کے ساتھ "مقاماتِ خیر" کے صفحہ ۷۷۵ میں لکھا ہے۔

آپ سہ شنبہ ۲۷ر رجب ۱۳۸۲ھ (۲۵ر دسمبر ۱۹۶۲ء) کو مع فرزندِ اکبر عبیدالرحمٰن آغا کے سمندری جہاز سے حجازِ مقدّس کو روانہ ہوئے اور سہ شنبہ ۳ر رمضان، ۲۹ر جنوری کو کراچی واپس ہوئے۔ آپ نے عمرہ کیا اور زیارتِ مبارکہ سے مشرّف ہوئے۔ آپ نے سہ شنبہ ۷ر رمضان، ۱۲ر فروری کو مکتوب ارسال کیا تھا اس میں حضرات والدین و اولاد و ہمشیرہ محترمہ و زوجہ محترمہ کا ذکر کر کے تحریر فرمایا ہے "تمام سادات عظام اور مشائخ طرق اور علماء کرام اور اپنے اساتذہ اور اپنے تمام محسنین و احباب اور مخلصین متوفی عنہم کے لئے دعائے مغفرت اور دعائے ترقی درجات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے کی گئی۔ ایسے مقاماتِ مقدسہ میں دعا مانگنے کی توفیق حضرت حق جلّ شانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمائی اور دعاؤں کی قبول کرنے والی بھی اسی کی ذاتِ پاک ہے۔ تعالیٰ و تقدس۔ ورنہ ہم کیا اور ہماری دعا کیا۔"

افغانستان کا سفر پہلی مرتبہ آپ کا سفر افغانستان کا سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں ہوا اس وقت شاہِ افغانستان نادر خاں تھے اور صدرِ اعظم ان کے بھائی محمد ہاشم خاں۔ افغانستان میں شریعت کے خلاف چند رسومات رائج ہیں۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں آپ نے گیارہ صفحات کا ایک مختصر رسالہ فارسی میں تحریر فرمایا اس کا نام "ایقاظ النائمین عن رسومات الجاہلین" ہے۔ یہ رسالہ کابل میں چھپا ہے۔ اس کی تصدیق و تصویب جمعیتہ علماء افغانستان کے ارکان نے کی ہے۔ ان کے اسماء گرامی اس طرح تحریر ہیں :-

عزیز احمد، عبدالقدیر، حفیظ اللہ، عبدالعلی، محمد ابراہیم کاموی، عبدالواحد نہرین، محمد عثمان، دین محمد، عبدالملک، سلیمان قل، میاں عبداللہ نگابی، محمد بہرام، محمد حسن۔

اور اس کے بعد حضرت فضل عمر مجددی، جناب نقیب گیلانی زادہ السید حسن، عبدالرب رئیس تمیز وزارتِ عدلیہ، عبدالحی عضو اول تمیز، نصر اللہ عضو دوم تمیز عدلیہ، اور رکن تمیز العالی محمد عبدالکریم قندھاری عضو تمیز کی تصویب و تحسین و تائید اور امضارات ہیں۔

سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں دوسری مرتبہ تشریف لے گئے۔ آپ جب پہلی مرتبہ کابل گئے تھے، میلاد شریف کی مبارک محفل اپنی قیام گاہ میں منعقد کی تھی، اور اس کی خبر شاہ کو بعد میں ہوئی تھی، اس واسطے اب کی مرتبہ شاہ نے خواہش کی کہ اس مبارک تقریب کو ایوانِ شاہی میں منعقد کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے ارگ (ایوانِ شاہی) میں جدِ اعلیٰ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی کتاب سعید البیان فی مولدِ سیدِ الانس والجان" کو فارسی کا لباس پہنا کر پڑھا۔ از شاہ تا گدا سب پر اثر ہوا اور آخر میں سب کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

افغانستان میں محفلِ مبارک میلاد کا انعقاد خاص بارہ ربیع الاول کی شب کو اور قیام وسلام کا رواج نہ تھا حضرت برادر نے وہاں اس کو رائج کیا۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے "مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعُمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ کُتِبَ عَلَیْہِ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ" جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے رائج کرنے والے کے واسطے اسی قدر اجر و ثواب لکھا جائے گا جس قدر اس پر عمل کرنے

والوں کو ملے گا اور اُن کے اجر میں سے کچھ کمی نہیں کی جائیگی' اور جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ رائج کیا اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس رائج کرنے والے کے واسطے اسی قدر گناہ لکھا جائے گا جس قدر اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا، اُن کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائیگی۔

اس مبارک حدیث کی رُو سے حضرت برادر کو یقیناً اجر و ثواب ملتا رہے گا جب تک افغانستان میں یہ مبارک محفل منعقد ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں اضافہ فرمائے۔

۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں تیسری مرتبہ آپ کابل گئے۔ وہاں بڑی ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ کی بڑی بیٹی محمدی کا نکاح حافظ قاری عبد اللہ سے کردیا اور اللہ کے فضل سے یہ عقدِ نکاح بہت مبارک رہا۔

۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں چوتھی مرتبہ آپ برادر خورد حضرت ابو السعد سالم سلمہ اللہ وحفظہ کے زواج کے سلسلہ میں قندھار گئے۔ میں بھی برادران کے ساتھ گیا تھا اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی ساتھ تھیں، بہت خیر و خوبی سے یہ مبارک تقریب انجام پائی۔

۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء میں پانچویں مرتبہ قرہ باغ علاقہ غزنی میں برخوردار عبید اللہ آقا کے عقد زواج کے سلسلہ میں آپ کا جانا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ کے احوال بالکل بدل گئے تھے، جس کا بیان بعد میں آنے والا ہے۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حبیب الرحمٰن آقا، اُن کی بیوی بچوں اور اپنی صاحبزادیوں کو میاں عبید اللہ آقا کے ساتھ بھیجدیا اور آپ ایک شخص کے ساتھ بالکل سادگی سے عین وقت پر پہنچے۔ آپ کی آمد کی خبر چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ ایک لاکھ کے قریب مخلصین کا اجتماع تھا۔ یہ تقریب "قریہ خدائے مہر گل" میں تھی، سب کی خواہش تھی کہ آپ کو دیکھ لیں لہٰذا آپ لاری کی چھت پر بیٹھے اور قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھا۔ آپ کی تلاوت کا اثر نمایاں ہوا۔ سامعین آہ و بکا میں مصروف تھے کہ آپ اتر کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔ اور جب تک لوگوں کو خبر ہوئی آپ میلوں دور پہنچ چکے تھے۔

Marfat.com

کوئٹہ میں قیام

کوئٹہ کے عظیم زلزلہ کو بارہ سال گزرے تھے کہ اس سے زیادہ شدید واقعہ پیش آگیا۔ ستائیس رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ راگست ۱۹۴۷ء) جمعہ کے دن ہندوستان کو آزادی ملی اور فتنہ پرداز لوگوں کو موقع ملا کہ وہ اپنی بدنہادی کا اظہار کریں۔ لاکھوں افراد بہیمیت کا شکار ہوئے۔ اس لاقانونیت کے دور میں ۱۱رذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۲۷رستمبر ۱۹۴۷ء ہفتہ کے دن برادر کے خصوصی خادم اور ان کے بچوں ..... بدالکریم افغانی کو ظالموں نے شہید کر دیا۔ ایک پاک دل جاں نثار کی شہادت کا آپ کے دل پر بہت اثر ہوا۔ آپ کی حالت دیکھی نہیں جاسکتی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں آپ نے کوئٹہ جانے کا قصد کیا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ دہلی سے کوئٹہ ہوائی جہاز جاتا ہے اور وہاں سے غیر مسلموں کو لاتا ہے۔ آپ نے فوراً اپنا اور اپنی اہلیہ اور بچوں کا ٹکٹ لیا اور خیر سے پہلی ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر جمعرات کے دن پونے سات بجے صبح پالم سے روانہ ہو کر دو گھنٹے میں کوئٹہ پہنچ گئے۔ اس دن سے آپ کا قیام کوئٹہ میں ہوا۔ آپ قمری حساب سے ۲۵ سال ۵ مہینے ایک دن اور شمسی حساب سے ۲۴ سال ۸ مہینے دہلی کی خانقاہ شریف میں مقیم رہے۔ چوں کہ آپ کو بادل ناخواستہ اپنا گھر، اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ آپ کے دل و دماغ پر اس کا اثر پڑا اور دنیا سے ایک طرح کی بے تعلقی پیدا ہو گئی۔ آپ نے کوئٹہ میں کسی غیر مسلم کی جائداد پر قبضہ نہیں کیا اور نہ آپ نے وہاں کوئی درخواست معاوضے کے لئے دی۔ آخر وقت تک دہلی کی جائداد کے عوض کوئی شئے نہیں لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو کسی کا محتاج نہیں کیا اور آپ کی شانِ استغنا دمِ واپسیں تک برقرار رہی۔

اہلیہ کی وفات

آپ دو عظیم صدمے برداشت کر چکے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کو منظور ہوا کہ آپ تیسرا صدمہ برداشت کریں اور آپ کا دل پوری طرح دنیا سے رُوگردان ہو۔ آپ مُتواصل الحزن[۱] رہیں۔ چنانچہ آپ کی اہلیہ محترمہ آمنہ بنت

---

[۱] شمائل ترمذی کے باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری حدیث میں ہے "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الْفِکْرَۃِ لَیْسَتْ لَہٗ رَاحَۃٌ"

(باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت نور قوم نیازی ۱۲ صفر ۱۳۸۰ھ ۶ اگست ۱۹۶۰ء پیر کے دن رحلت کر گئیں ہیں نے "یَا حَیُّ غُفْرَانَکَ" سے سال وصال کی تخریج کی ہے اور کہا ہے۔

عیالِ آں بلالِ پاک مشرب مُبارک آمنہ در خُلد آسُود
زسالِ رحلتش چوں زید پرسید مَلک "یَا حَیُّ غُفْرَانَکَ" بفرمود ۱۳۸۰ھ

حالات کا بدلنا اگرچہ کوئٹہ کے زلزلہ کے بعد سے حضرت برادر کے احوال میں نمایاں تبدیلی آگئی تھی لیکن اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد سے آپ کے احوال یکسر بدل گئے، نہ وہ لباس رہا نہ وہ کھانا پینا۔ نہ وہ صحبت نہ وہ مذاق۔ کوئٹہ شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر، شمال غربی گوشہ کی طرف، شارع چمن و افغانستان پر قریۂ چوہی میں آپ کی کچھ زمین تھی جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیکار پڑی تھی۔ آپ نے وہاں کنواں کھدوایا۔ پانی نکالنے کی مشین لگائی، کچھ حصّہ میں پھل والے پودے اور کچھ حصّہ میں انگور کی بیلیں لگائیں اور ایک کمرہ مٹی کی دیوار کا بنوایا۔ گرمیوں کے موسم میں جبکہ آپ کا قیام کوئٹہ میں رہتا تھا اسی کمرے میں قیام فرماتے تھے۔ زیرِ مطالعہ کتاب اور لکھنے کے کاغذات، قلم دوات اور اپنی ضروری اشیاء ساتھ رکھتے تھے۔ ہفتہ عشرہ میں ایک دو دن کے لئے بچوں سے ملنے کوئٹہ چلے جاتے تھے۔ آپ کے گوشۂ تنہائی میں صرف ایک خادم آپ کا رفیق ہوا کرتا تھا۔ کسی غیر کا وہاں گزر نہ تھا۔ موسمِ سرما میں آپ کوئٹہ سے اسّی میل کے فاصلہ پر، سبی سے چار پانچ میل پہلے رِندلی (رِندِ علی) چلے جاتے تھے، یہ ایک چھوٹا گاؤں ہے۔ وہاں آپ نے کچھ زمین لے لی تھی اور ایک کمرہ مٹی کا بنوا لیا تھا۔ اس کمرے میں آپ کا قیام رہتا تھا۔ دس بارہ دن میں ایک دو رات کے لئے بچوں سے ملنے کوئٹہ تشریف لے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رنج والم اور فکر میں رہا کرتے تھے، آپ کو راحت نہ تھی۔ اس حدیث کے متعلق علمائے اعلام نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض افراد نے کوشش کی ہے کہ اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیں لیکن محققین نے جو تفسیر و تشریح کی ہے قابل دید ہے خاص کر حضرت مجدد کا وہ بیان جو دفتر سوم کے مکتوب ۱۲۲ میں ہے۔

جاتے تھے۔ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اُمورِ یقینیہ میں مصروف رہتے تھے۔ مُحدِّث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نے ایک مکتوب میں حضرت والد کو تحریر فرمایا ہے۔

ازاشتغالِ ایشاں بہ علومِ دینیہّ واُمورِ یقینیہ مسرور شدم، طُوْبیٰ لِمَنْ آثَرَ مَا یَبْقیٰ عَلیٰ مَا یَفْنیٰ۔

دینی علوم اور یقینی کاموں میں تمہاری مشغولی معلوم کرکے مسرّت ہوئی۔ بھلائی اور خوبی ہے اس شخص کے لئے جو اُمورِ باقیہ کو اُمورِ فانیہ پر ترجیح دے۔

حضرت کا یہ ارشادِ گرامی حضرت برادر کے احوال پر پوری طرح صادق آیا رحمۃ اللہ علیہ۔ جس شخص نے آپ کو کوئٹہ کے زلزلے سے پہلے دیکھا تھا وہ اس دور میں آپ کو دیکھ کر دِقّت ہی سے پہچانتا۔ اب نہ سر پر وہ مُدَوّر مختصر دستار تھی، نہ تن پر عمدہ شیروانی، نہ وہ عمدہ سفید لباس اور نہ پاؤں میں اچھی جوتی، اب آپ کے سر پر معمولی ٹوپی ہوتی تھی اور وہ بھی زیادہ تر اوقاتِ نمازمیں، تن پر ایک چھوٹا کرتہ اور پاجامہ ایک رنگ کا، اگر سردی ہوئی خاکی زین کا چھوٹا کوٹ یا معمولی اون کا سوئیٹر، اور پیروں میں ربڑ کے جوتے، سیر کے وقت کرمچ کے چھوٹے بوٹ جن میں ٹایر کا تلا لگوا رکھا تھا۔

یا تو آپ شکار کو جاتے وقت بھی ریل کے دوسرے درجے میں سفر کرتے تھے۔ اور جب آپ حج کو تشریف لے گئے سمندری جہاز کے درجۂ اول میں گئے۔ اور اب آپ عام درجہ میں سفر کرتے، جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے تھے اور اپنی کتاب نکال کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے تھے، کسی کو موقع نہیں دیتے تھے کہ وہ آپ سے ہم کلام ہو سکے۔

میرے پاس بعض افراد کے خطوط آئے تاکہ میں حضرت برادر کے نام رقعہ لکھ کر ان کو ارسال کردوں اور وہ ان سے ملاقات کرلیں، میں جواب میں لکھتا تھا کہ ان کے احوال کچھ اور ہیں بہتر یہی ہے کہ اس خیال کو دل سے نکال دو۔ یہاں دہلی میں مجھ سے بعض کرم فرما کہتے تھے کہ جب آپ کے حضرت برادر آئیں، ہم کو خبر کردیں تاکہ ملاقات ہو جائے۔ ان اصحاب کو اس کی خبر نہیں، کہ برسوں میں میری آپ سے ملاقات ہوتی تھی اور وہ بھی دو تین دن کے

Marfat.com

لئے۔ اس عرصہ میں کبھی از خود میں ان کے پاس نہ جاتا تھا، وہ اپنے امور میں مشغول رہتے تھے، جس وقت وہ مجھ کو آواز دیا کرتے تھے "منجھلے بھائی کیا کر رہے ہو" میں ان کے پاس چلا جاتا تھا اور ان کی محبت بھری باتیں سنتا تھا، کسی وقت وہ اپنا کوئی واقعہ بیان کرتے اور کبھی کسی مسئلہ میں اپنی تحقیق کا بیان کرتے تھے۔ اس طرح خوش دلی اور مسرّت کے ساتھ یہ اوقات عزیز گزرتے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد سے اب تک پانچ چھ مرتبہ میرا کوئٹہ جانا ہوا۔ میں جب بھی گیا، ایک ہفتہ ایک بھائی کے گھر میں قیام کیا اور دوسرے ہفتہ میں دوسرے کے گھر۔ یہ قیام رات کا ہوتا تھا۔ دن میں جب چاہا دوسرے سے ملنے چلا جاتا تھا۔ حضرت برادر سے ملاقات کی وہی صورت رہتی تھی جو پہلے بیان کر چکا ہوں۔

غالباً دس سال کا واقعہ ہے کہ حضرت برادر کوئٹہ سے تشریف لائے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک صاحب مجھ سے ملنے آگئے وہ حضرت برادر کے پرانے مخلصوں میں سے تھے، انھوں نے تھوڑی دیر کے بعد حضرت برادر سے کہا۔ ایک وقت غریب خانہ پر تشریف لائیں، میں نے دیکھا کہ حضرت برادر پر اس بات کا اچھا اثر نہیں ہوا لہٰذا میں نے ان صاحب سے کہا۔ ابھی تو حضرت برادر نے چائے بھی نہیں پی ہے اور نہ بچوں سے ملنا ہوا ہے، پھر بات ہوگی اور میں نے ان صاحب کو خوبی سے رخصت کیا، ان کے جانے کے بعد آپ نے مجھ سے کہا "منجھلے بھائی! اللہ تم کو جزائے خیر دے، تم نے مجھ کو آفت سے بچا لیا۔" یہ الفاظ بجنسہٖ آپ کے ہیں۔

اس واقعہ کے دو سال بعد آپ کی پھر آمد ہوئی، آپ کے ایک مرید ملنے آئے اور انھوں نے اپنے گھر لے جانے کے متعلق آپ سے کہا۔ آپ نے کیا فرمایا، اس کا علم مجھ کو نہیں کیوں میں اس وقت نہ تھا، میں نے یہ دیکھا کہ آپ کی طبیعت پر گرانی تھی، اور آپ نے مجھ سے کہا "منجھلے بھائی تمہاری مہربانی ہوگی، تم مجھ کو جانے دو، مجھ کو یہاں لوگ ستاتے ہیں۔" میں نے ان سے کہا میری خوشی آپ کی خوشی میں ہے۔ یہ سن کر وہ خوش ہوئے اور مجھ کو لے کر سی آئی ڈی کے دفتر گئے، روانگی لکھوائی اور رات کو سوا نو بجے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کا قیام صرف دو دن اور ایک رات رہا۔ دوسرے دن وہ صاحب پھر آئے۔ میں نے اُن سے کہا۔ تمہاری وجہ سے حضرت برادر نے دلّی چھوڑ دی۔ اب اس وقت وہ پاکستان کے حدود میں ہوں گے۔

آپ نے پیری مُریدی کا معاملہ اپنے فرزند کلاں عبیدالرحمٰن آقا کے سپرد کر دیا تھا۔ لوگوں سے آپ کو وحشت ہوتی تھی۔ احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ ارشاداتِ نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ کے ہر لفظ سے برکات وفیوضات حاصل کرتے تھے۔ آپ کے حسبِ احوال میں یہ شعر پاتا ہوں ؎

جا اے خیالِ غیر کہ فرصت نہیں ہمیں ہیں جلوۂ نگار کی مہمانیوں میں ہم

غذا میں بڑی سادگی آ گئی تھی۔ سالن میں ہلکا نمک لال مرچ نام کو نہیں، کالی مرچ کے چند دانے، نہ ہلدی نہ دھنیا نہ کھٹائی، بہت ہوا تو خشک آلو بخارا کے دو تین دانے گھی بہت کم، ٹماٹر سے رغبت تھی، چاول کا استعمال کم کرتے تھے، سالن شوربے دار ہوا کرتا تھا۔

سادہ غذا کی آپ کو اتنی عادت ہو گئی تھی کہ مصالحہ دار غذا سے آپ کو تکلیف ہو جاتی تھی۔ ہندوستان میں عام طور پر میزبان کسی چیز کے کھانے پر اصرار کرتا ہے۔ اگرچہ یہ رواج تکلیف دہ ہے لیکن رائج ہے۔ ایک مرتبہ حضرت برادر دلّی تشریف لائے۔ ایک مخلص اپنی دوکان پر آپ کو لے گئے اور چائے، بسکٹ، پھل اور مٹھائی سے تواضع کی، وہ کہیں سے بہت عمدہ دال بیجی بھی لائے تھے وہ بھی پیش کی۔ آپ نے چائے پی، پھل اور مٹھائی سے بھی شوق کیا، لیکن دال بیجی نہیں لی۔ میزبان اور ان کے بھائی نے اصرارِ زائد کر کے ایک چمچہ دال بیجی کا بھی لینے پر مجبور کر دیا۔ میں اس موقع پر آپ کے ساتھ نہ تھا۔ آپ جب تشریف لائے مجھ سے فرمایا۔ اللہ کے بندوں نے اصرار کر کے مجھ کو دال بیجی کھلا دی میرا منہ جل گیا ہے۔ دوسرے دن آپ کو پیچش ہو گئی اور تین دن تکلیف اُٹھائی۔

آپ جب بھی کوئٹہ سے تشریف لائے اچانک آئے۔ اسٹیشن سے گھر تک اپنا سامان خود اُٹھا کر پا پیادہ آئے۔ سامان بہت مختصر رکھتے تھے۔ ایک جوڑا تن پر اور ایک

Marfat.com

بستر میں۔ جہاں گئے، پہنا ہوا جوڑا اُتارا اور اس کو خود دھو لیتے تھے یا کسی سے دُھلوا لیتے تھے اور رکھا ہوا جوڑہ پہن لیا کرتے تھے۔ ایک دری، ایک چادر، ایک اوڑھنے کا کپڑا، اور ایک ہینڈ بیگ، اس میں ایک کتاب، کچھ کاغذ، قلم دوات اور کچھ استعمال کی ضروری اشیاء۔

اگرچہ آپ کے کھانے پینے، لباس اور قیام میں حد درجہ سادگی تھی لیکن نظافت ہر چیز میں تھی۔ دیواریں کچی، فرش کچا، لیکن صاف اور ستھرا، چارپائی پر صاف بستر بچھا ہوا۔ اوڑھنے کا کپڑا تہ کیا ہوا قرینے سے رکھا ہوتا تھا، اگر کسی نے کوئی چیز بے قاعدہ رکھدی آپ فرماتے۔ ہاں، ہاں یہ تم نے کس طرح رکھی ہے، پھر قرینے سے خود اس کو رکھتے اور فرماتے دیکھو اس طرح رکھا کرو۔

مطالعہ مطالعہ کا شوق جوانی سے تھا، حضرت والد کی نصیحت پر پوری طرح عامل تھے کہ تیرھویں صدی کے اوائل سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن کا مطالعہ نہ کرو۔ فقہ میں امام کاسانی کی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" زیادہ پسند تھی۔ قدوری کو سب پر فوقیت دیتے تھے۔ ابتدا میں فنِ ادب کی کتابوں سے زیادہ شوق تھا۔ آپ نے مجھ سے کلّیاتِ ابوالبقاء، کتابِ اَلِف بَا، رسائل مَنفَلُوطِی، اَلْمَثَلُ السَّائِرُ اور دوسری کتابیں لیکر مطالعہ کی تھیں۔ تفاسیر میں کشاف مع الانتصاف و حاشیۂ مرزوقی اور حاشیہ صاوی بر جلالین کا مطالعہ پوری تحقیق کے ساتھ از اول تا آخر کیا۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد سے آپ کو بہت لگاؤ تھا۔ آخر میں آپ احادیث شریفہ میں مشغول ہو گئے۔ عشقِ نبوی کی جو چنگاری حضرت والد آپ کے نہاں خانۂ دل میں سُلگا گئے تھے وہ بھڑک اُٹھی تھی۔ آپ نے طبقات ابن سعد کا مطالعہ کیا اور خوب تحقیق کے ساتھ اس کی فہرست مرتب کی ہے۔ اسی طرح نہایت تحقیق سے بخاری شریف کی فہرست لکھی۔ دو تین سال پہلے دہلی میں آپ کی آمد ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ بخاری کی کوئی سی حدیث پڑھ دو، میں دو چار منٹ میں تم کو بتا دوں گا کہ بخاری کی کونسی کتاب اور فصل میں ہے۔ بخاری شریف کے بعد صحیح مسلم کی فہرست بھی

Marfat.com

آپ نے مرتّب فرمائی۔

آپ نے اپنی وفات سے چھ مہینے پہلے بخاری اور مسلم کی فہرستوں کے متعلق مجھے لکھا ہے کہ ہر حدیث کے پہلے راوی (صحابی) کا نام اور آخری راوی (مصنّف کے اسناد) کا نام اور حدیث کی مقدار کا بیان اور حدیث کا کچھ حصّہ لکھا ہے۔ ہر باب اور ہر کتاب کی احادیث کا اور پھر ساری کتاب کی احادیث کا شمار بھی ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ بخاری و مسلم کے بعد میں نے ابوداؤد کی مختصر فہرست لکھی ہے اور اب میں ترمذی کی مختصر فہرست لکھ رہا ہوں۔ اور اگر زندگی رہی تو ابن ماجہ اور نسائی کی بھی مختصر فہرست لکھ کر پھر ابوداؤد کی مفصل فہرست لکھوں گا۔

آپ جامع ترمذی کی مختصر فہرست لکھ رہے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے علماءِ اعلام کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا اور اپنی بیاضوں میں فوائد نقل کئے ہیں۔ اگر وہ بیاضیں میرے سامنے ہوتیں تو آپ کی تحقیقات اور مساعی کے متعلق تفصیل سے بیان کرسکتا تھا۔ میرے نزدیک آپ کی ہر بیاض ایک مجموعہ معارف اور مستقل تصنیف ہے۔ تقسیمِ ہند سے پہلے میں نے دیکھا تھا کہ آپ نے اگر کسی کو علمی مکتوب ارسال کیا تو اس کی نقل بھی بیاض پر کرلی۔ ان مکاتیب سے آپ کے افکار اور رجحانات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ احیاناً آپ عربی یا فارسی یا اردو میں شعر کہتے تھے اور مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ آپ اپنے کلام کو بیاض میں لکھ لیا کرتے تھے۔ ان بیاضوں کے دیکھنے سے آپ کا کلام بھی سامنے آسکتا ہے۔

آپ کا مسلک

اصول میں یعنی عقائد میں آپ کا مسلک وہی تھا جو جمہور اہلِ سنّت وجماعت کا ہے اور جس کا بیان ائمۂ اعلام سینکڑوں برس پہلے اپنی کتابوں میں کرچکے ہیں۔ اور فروعات میں یعنی فقہ میں آپ حنفی تھے۔ البتّہ بعض مسائل میں آپ نے تحقیقات کی ہیں۔ مثلاً سجدۂ سہو اور اقامت اور سفر میں دو نمازوں کے جمع کرنے کے مسئلہ میں (ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو ملا کر پڑھنا)۔ آپ نے کسی مسئلہ میں امام مالک کے مسلک کی تائید کی ہے اور کسی مسئلہ میں امام شافعی کے مسلک کی، اور اس میں کوئی

Marfat.com

غرابت اور انوکھا پن نہیں ہے کیونکہ جب دائرۂ مطالعہ وسیع ہوتا ہے اور تحقیق کا مادہ کسی کی سرشت میں ودیعت ہوتا ہے تو ایسی صورت پیش آتی ہے اور ایسے جزوی اختلاف کی بنا پر دائرۂ تقلید سے خارج نہیں ہوتا۔

کوئٹہ میں آٹھ دس سال پہلے آپ نے مجھ سے سجدۂ سہو کے متعلق اپنی تحقیق کا بیان کیا تھا۔ میں نے کہا تھا، آپ نے اس مسئلہ کی تحقیق میں کافی دن کوشش کی ہے۔ احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، ائمۂ مجتہدین کے اقوال کو سمجھا ہے' اور پھر اُن میں سے کسی ایک کے قول کو ترجیح دی ہے۔ دوسروں کے اقوال کو غلط نہیں سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم تمام مسائل میں تحقیق کرنی چاہئیں تو کر بھی نہیں سکتے، کیونکہ اتنی عمر کہاں ہے کہ ہر مسئلہ میں اتنا وقت صرف کریں، لہٰذا ہم راہِ سہولت اختیار کرتے ہیں۔ میری بات سن کر حضرت برادر نے کچھ نہیں فرمایا۔

آپ نے اگرچہ دو چار مسائل میں تحقیق کی ہے، لیکن ائمہ کا ادب پورا پورا کرتے تھے، مجھ کو وہ دن یاد ہے کہ ایک مولوی صاحب جو پشاور کے علاقہ کے تھے، خانقاہ شریف میں آئے۔ انھوں نے کسی مسئلہ میں امام بخاری اور مُلّا علی قاری کے متعلق کچھ نامناسب بات کہہ دی۔ حضرت برادر اس وقت نہیں تھے، ایک مُلّا صاحب نے اُن کی بات آپ سے کہہ دی۔ آپ کو نہایت ملال ہوا اور اسی وقت اُن مولوی صاحب کے گھر گئے اور اُن سے کہا۔ تم بے ادب ہو، خبردار دوسری مرتبہ خانقاہ شریف نہ آنا۔

آپ نے شیخ طنطاوی کی تفسیر "الجواہر" کا مطالعہ کیا۔ اس تفسیر کے چھبیس ۲۶ اجزاء ہیں، ترتیب وار مطالعہ نہیں کیئے۔ دس بارہ سال پہلے آپ ایک حصّہ کا مطالعہ کر رہے تھے اس میں نجوم و کواکب کا بیان تھا۔ آپ نے فرمایا "شیخ طنطاوی نے اچھی تحقیق کی ہے' اللہ ان کو اجر دے۔" اب آپ نے اپنی وفات سے دو مہینے پہلے مجھ کو لکھا ہے۔

"اتّفاقاً میں نے طنطاوی کی "الجواہر" کی پہلی جلد کا مطالعہ شروع کیا۔ جب صفحہ ۱۷ میں یہ عبارت دیکھی (أَوَلَسْتَ تَرَىٰ أَنَّ حَافِظَ الْقُرْآنِ الَّذِي لَا يُعِيْهِ إِلَّا أَنْ

Marfat.com

يَعِيْشُ بِهٖ كَالْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا وَكَالْجَامُوْسَةِ فِي الْمِثَالِ الْمُتَقَدِّمِ) میرے مُنہ سے اس بے باک اور بے ادب کے لئے دعائے بد نکلی اور میں نے فوراً لاحول پڑھ کر کتاب رکھ دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ الخ

آپ کو یہ بات ناگوار گزری کہ شیخ طنطاوی نے حافظ کلامِ الٰہی کے متعلق (كَالْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا) کی مثال کیسے لکھی ہے، یعنی (جیسے کہاوت گدھے کی، پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حافظِ قرآن کو بڑے رُتبے والا اقرار دیا ہے' امام جزری نے اپنی کتاب "النشر" کے اوائل میں یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّيْلِ" میری امّت کے بڑے رُتبہ والے قرآن مجید کے حفّاظ اور رات میں عبادت کرنے والے افراد ہیں۔

طریقت میں حضرت برادر کا مسلک ہر طرح کی نمود وریا سے پاک وصاف تھا۔ طالبِ مولیٰ کو اللہ تعالیٰ کا پاک نام بتاتے تھے اور پھر چشمِ باطن سے اس کے احوال پر نظر رکھتے تھے، تاکید فرماتے تھے کہ فرض کے پابند رہو اور حرام سے پوری طرح الگ رہو، کسبِ حلال میں کوتاہی نہ کرو۔ دورِ آخر میں کوئی نشستگاہ نہ تھی۔ عشاء کے بعد مخلصین کے پاس چلے جاتے تھے اور ایک طرف بیٹھ جاتے تھے۔ اگر اس وقت کوئی باہر سے آتا، ہرگز نہ پہچانتا کہ میرِ مجلس کون ہے اور زائرین کون ہیں، مٹّی کے تیل کی دھیمی روشنی میں گھنٹہ سوا گھنٹہ یہ مجلس رہا کرتی تھی اور پھر ان خاک نشینوں کی محفل برخاست ہوتی تھی۔ آپ کفّارۂ مجلس کی مُبارک، دُعا بلند آواز سے پڑھ کر اُٹھتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

باہمی ارتباط

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم رہا کہ حضرت برادر سے میرا تعلق ہمیشہ ہی اچھا رہا، البتّہ تقسیمِ ہند سے ایک سال ڈیڑھ سال پہلے سے آپ کی محبّت اور شفقت میں کچھ تغیّر آیا، میں متحیّر ہوا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اِسی دوران میں پاکستان بنا اور آپ کوئٹہ تشریف لے گئے۔ میں ہر پندرھویں دن ایک مکتوب ارسال کرتا رہا،

Marfat.com

آپ نے جواب میں تغافل سے بھی کام لیا، مہینوں کے بعد بھی آپ کا مکتوب آیا، لیکن میں نے کوئی اثر نہیں لیا اور حسب معمول مکتوب ارسال کرتا رہا۔ بے التفاتی کا یہ دور پانچ سال سے کچھ زائد مدت رہا۔ اس کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ کو سینہ سے لگایا، آنسو جاری ہوگئے اور آپ نے فرمایا "مجھ سے بعض افراد نے کچھ کہا تھا، لہٰذا میرا دل تم سے پھر گیا تھا۔ اب مجھ کو ان کی غلط بیانی کا علم ہوگیا ہے۔ اللہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے، تم اپنا دل مجھ سے صاف رکھو"۔ میں نے آپ سے نہیں پوچھا کہ یہ مارِ آستین کون افراد تھے اور نہ یہ دریافت کیا کہ ان لوگوں نے کہا کیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے میں نے دیکھا کہ آپ کی محبّت اور شفقت میں آخر وقت تک اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی نہایت شفقت سے ملتے۔ اپنے دل کی باتیں بیان کرتے۔ بعض اوقات دو گھنٹے گزر جاتے، وہ محبّت بھری دھیمی آواز سے باتیں کرتے رہتے۔ کبھی کسی مسئلہ پر گفتگو ہوتی، آپ اپنا نظریہ بیان کرتے اور میں اپنا اور اس طرح وہ چند روز نہایت خوشی سے گزرتے، جن کی یاد آج بے چین کر رہی ہے۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ۔

آخری ملاقات

ابن العم حضرت حافظ محمد ابو سعید سعیدؔ کی معیّت میں میرا حجازِ مقدس جانے کا ارادہ ہوا۔ میں نے حضرت برادر اور برادرِ خورد کو لکھا کہ ۲۸ ماہ مبارک میلاد ۱۳۹۷ھ ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء کو رات کے نو بجے ہوائی جہاز سے ان شاء اللہ کراچی پہنچیں گے، اگر آپ صاحبان مع تمام اہل وعیال کراچی آجائیں تو چند روز کی صحبت نصیب ہو جائے گی، سب سے ملے ہوئے سات سال گزر گئے ہیں۔ میرے لکھنے پر برادرِ خورد مع دو پسر ۱۹ مارچ کو عصر تک کراچی پہنچ گئے۔ اتفاق کی بات ہے کراچی میں ان دنوں سیاسی شورش تھی اور کراچی کے بعض حصّوں میں سخت کرفیو لگا ہوا تھا اس کی وجہ سے حضرت برادر کی آمد میں دو دن کی تاخیر واقع ہوئی۔ آپ کے گھر کے تمام افراد چھوٹے بڑے آئے۔ ہم سب کا قیام لسبیلہ ہاؤس کے پاس حامد میاں اور اُن کے رشتہ داروں کے گھروں میں رہا۔ یہ سب گھر ملے ہوئے تھے۔ افغانستان کے

Marfat.com

مخلصین ایک سو افراد کے قریب آگئے تھے۔ حضرت برادر اور حضرت محمد ابو سعید کا قیام ایک کمرے میں تھا۔ چہارشنبہ ۳۰ مارچ تک یہ اجتماع رہا۔ تیس۳۰ سال کے بعد یہ چند روز انبساط و مسرت کے گزرے۔ حضرت برادر اس عرصہ میں بھی دن کا زیادہ حصہ حدیث شریف کے مطالعے اور لکھنے میں صرف کر رہے تھے۔

دوشنبہ ۲۸ مارچ کو آپ کے پوتے میاں زبیر فرزند عبیدالرحمٰن آغا کی بسم اللہ کی تقریب ہوئی۔ حضرت برادر نے آخر میں ایک رکوع کی تلاوت کی۔ آپ کی آنکھوں سے سیلِ اشک جاری تھا۔ کثرتِ بکاء کی وجہ سے آواز بہ دِقّت نکل رہی تھی۔ بعض آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ بھی بیان کیا اور پھر دعا کی۔ میں نے یہ آخری کیفیت آپ کی دیکھی۔ آپ کا عاجزی سے سادہ لباس میں ایک کونے میں بیٹھنا اور مخلصینِ پاک نہاد کا ادب کے ساتھ سر جھکا کر بیٹھنا پھر آپ کی تلاوتِ کلامِ پاک اور مخلصین کی اشکباری حافظۂ خیال میں ثبت ہے۔ چشمِ بصیرت دیکھ رہی ہے اور دل کہہ رہا ہے، آپ ہمارے پیش رَو ہیں اور ہم آپ کے آثار پر رواں ہیں۔

کراچی کے دَورانِ قیام میں حضرت برادر کو بار بار دیکھتا رہا، یہ خیال آتا رہا کہ شاید پھر ملاقات نہ ہو، کیوں کہ آپ کے بدن پر گوشت کا صرف نام تھا۔ ہڈیوں کا ہار بنے ہوئے تھے۔ باوجود اس کے آپ کی سیر (آٹھ میل کی) برابر جاری تھی اور لکھنے پڑھنے میں جوانوں سے زیادہ چست، محسوس ہوتا تھا کہ روحانی قوت آپ سے یہ سب کچھ کرا رہی ہے۔

ایک عجیب انکشاف

میں بیان کر چکا ہوں کہ خورد سالی سے آپ کی نظر دُور کی بہت کمزور تھی۔ البتہ نزدیک کی نظر بہت اچھی تھی۔ کراچی کے دَورانِ قیام میں آپ نے جناب بھائی صاحب حضرت محمد ابو سعید سے فرمایا۔ اللہ کے فضل وکرم سے اب مجھ کو عینک کی ضرورت نہیں رہی ہے اور میں دُور کی چیز بھی بہ خوبی دیکھتا ہوں اور آپ نے دُور کی چیز دیکھ کر اس کا بیان کیا۔ آپ کے اِس انکشاف

Marfat.com

نے حیرت میں ڈال دیا۔آپ دو سال پہلے دہلی تشریف لائے تھے۔ میں نے اس وقت دیکھا تھا کہ عینک کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ تعجب کچھ ہوا تھا لیکن آپ نے کچھ فرمایا نہیں اور نہ میں نے کچھ پوچھا۔ اس حقیقت کا علم کراچی میں ہوا۔

میرا خیال یہ ہے کہ یہ سب کچھ عشقِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلاۃ والتسلیم کا نتیجہ ہے جو آپ کے مبارک سینہ میں موجیں مار رہا تھا۔ آپ نے یہ مبارک حدیث سُنی۔

عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدَ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

تم اِثمد کا استعمال کرو (سُرمہ کے پتھر کو اثمد کہتے ہیں) تمہارے سُرموں میں بہتر اثمد ہے۔ وہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔

اور آپ نے پابندی کے ساتھ رات کو سونے سے پہلے سُرمہ لگانا شروع کیا۔ سفر ہو، شکار ہو، علالت ہو، ہر حال میں سُرمہ لگاتے تھے۔ لہٰذا آپ کی بینائی روشن ہوئی اور عینک سے بے نیاز ہوئے۔

بانگِ رحیل ہم دس ماہ مبارک میلاد ۱۳۹۷ھ، ۳۰ مارچ ۱۹۷۷ء کو صبح کے آٹھ بجے حضرت برادر سے وداعی معانقہ کر کے روانہ ہوئے اور خیر سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ وہاں خبر ملی کہ ۱۱ جمادی الآخرہ، ۴ جون ہفتہ کا دن تمام کر کے شام کو حضرت برادر بیہوش ہو گئے اور اسی حال میں آپ کو رندلی سے کوئٹہ لے جایا گیا۔ یہ علالت چار پانچ دن رہی اور پھر آپ رندلی تشریف لے گئے۔ چوں کہ میں آپ کی کمزوری کو دیکھ چکا تھا اس خبر سے پریشان ہوا اور میں نے مکہ مکرمہ سے آپ کو دو تین مکاتیب ارسال کئے۔ چوں کہ صبر و شکر اور رضا سے آپ متصف تھے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔ اللہ کا کرم اور احسان ہے میں خیریت سے ہوں۔ اور آپ نے ذوق و شوق سے حدیث شریف میں مشغول رہنے کا ذکر کیا۔

میری عادت تھی کہ جب آپ کو مکتوب ارسال کرتا تھا آخر میں لکھتا تھا پروردگار آپ کو عافیت اور راحت سے رکھے۔ چار پانچ مہینے کے بعد آپ نے مجھ کو محبت بھرا

خط دہلی ارسال کیا۔ اس کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا "اللہ تم کو خوش رکھے، مہربانی کر کے تم یہ دعا اب نہ لکھا کرو" اس عبارت سے سمجھا کہ آپ آخرت کے سفر کی تیاری میں مصروف ہیں، لقائے پروردگار کا شوق غالب آگیا ہے۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کے اسرار آپ پر ظاہر ہو گئے ہیں (یعنی۔ پچھلا گھر جو ہے سو یہی ہے جینا، اگر یہ سمجھ رکھتے) اس گرامی نامہ کے ایک دو مہینے بعد آپ نے تحریر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ (میری اُمّت کی اَوسطِ عمر ساٹھ اور ستّر کے مابین ہے) سبحان اللہ کیا عمدہ مقدار تجویز فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپ نے دوسرے مکتوب میں اپنے مدّعا کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"میں تو دو مہینوں سے سیر کے لئے بھی نہیں جا سکا ہوں۔ میرے خیال میں ستّر سال کے بعد سے اَرذلِ عمر کی شروعات ہو جاتی ہے، جس کے متعلق حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے کلام مبارک میں ارشاد فرماتا ہے۔ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا[1]۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا عَنْ اَرْذَلِ عُمُرِنَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ عَنْ اَرْذَلِ عُمُرِیْ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَبِحُرْمَةِ نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ وَبِحُرْمَةِ جَمِیْعِ اَنْبِیَائِكَ وَرُسُلِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ وَعَلٰی اٰلِهِمْ اَجْمَعِیْنَ

انوار ۱۰ ماہ مبارک ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ — بلال

جملہ افرادِ خانہ خورد و کلاں کو سلام مسنون اور دعوات طیّبات موصول ہو۔ غالباً سالِ گزشتہ پانچ پانچ سو ہم نے اپنے سب پوتوں اور پوتیوں اور نواسوں اور نواسیوں

---

[1] کہ سمجھ لے، پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے۔ اے اللہ تو محفوظ رکھ ہم کو دنیا اور آخرت کی ہر بلا سے، اے اللہ تو محفوظ رکھ ہم کو ہماری نکمّی عمر سے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اپنی نکمّی عمر سے، تیرے فضل و کرم سے اور تیرے نبی اور رسول کی حرمت اور تیرے تمام انبیا اور رسولوں کی حرمت سے۔ اللہ کا درود و سلام اُن پر اور اُن کی سب آل پر ہو۔

Marfat.com

کو شادی کے دن کے ایک جوڑے کے لئے دیئے تھے، کیا عبداللہ سلمہ اللہ کی بیٹیوں کو دیئے گئے یا نہیں۔ مہربانی کر کے مطلع کر کے شکر گزار کرو۔ ۱۹-۲-۱۹۷۸ء

آپ کی ان تحریرات سے سمجھ گیا کہ آپ اس نوید جانفزا اور روح پرور سننے کے مشتاق ہیں جو نیک بندوں کی حاصل زندگانی ہے۔ یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ اے چین پکڑے جی، چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر مل میرے بندوں میں اور بیٹھ میری بہشت میں۔

سنو ہادیِ انام کا سانحۂ عظیمہ = ۱۳۹۸ھ

ہم نے اس محفل میں آ کر کیا کیا — مفت اپنے آپ کو رسوا کیا
عمر بھر بازیچۂ اطفال میں — سانگ رنگا رنگ کے دیکھا کیا
ہو چکی مے نوشی ہمدم چل دیئے — تو تو غافل رات بھر سویا کیا
فصلِ گل تھی چار دن کی عندلیب — تو نے کیوں بے فائدہ غوغا کیا
دیکھ کر گلچیں کو سوجھی گل کو جیف — کیوں مجھے بارنگ و بو پیدا کیا
گوہرِ مقصود بھی پایا کہیں — چشم نے جاری عبث دریا کیا
ہم پیالہ ہم نوالہ ہیں کہاں — ساتھ جن کے مدتوں کھایا کیا
مل گیا وقت اُن کے آنے کا تو دل — ہائے کس کس طرح سے تڑپا کیا

قَدْ کَفٰی بِالْمَوْتِ وَعْظًا یَا عُمَر
فَاعْتَبِرْ مَا دُمْتَ حَیًّا بَاکِیًا

جب کسی کام کا وقت آ جاتا ہے، خود بخود غیب سے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں حضرت برادر کی رحلت کی بھی یہی صورت ہوئی۔ آپ "رندل" کے گوشۂ تنہائی میں ارشاداتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے مطالعہ اور لکھنے میں مصروف تھے آپ نے ۱۴ رجمادی الاولیٰ ۲۳ راپریل کے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے "میرے اوقات

Marfat.com

عزیزہ احادیث شریفہ میں بڑے اطمینان اور آرام سے گزرتے ہیں"۔ پھر آپ نے بتاریخ ۶ رجمادی الآخرہ، ۱۴ رمئی کو تحریر فرمایا۔

میرے اوقاتِ عزیزہ خداوند سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے اور احادیث شریفہ کے مطالعہ کی وجہ سے کس اطمینان اور آرام سے گزر رہے ہیں؟ میں کچھ بیان نہیں کرسکتا۔ نماز میں آخر التحیات میں ایک درود شریف تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسرا درود شریف تمام انبیاء عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر پڑھ کر سلام پھیرتا ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ سال سے میں یہ درود شریف نماز میں پڑھتا ہوں اور بہت محظوظ ہوتا ہوں۔ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔

پھر آپ نے دوشنبہ ۲۸ رجمادی الآخرہ، ۵ رجون کے خط میں تحریر فرمایا ہے:۔
تم نے تحریر کیا ہے "درود شریف پڑھ کر آپ محظوظ ہوتے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ فَطُوْبٰی لَکُمْ ثُمَّ طُوْبٰی لَکُمْ، آپ نے درست لکھا ہے"۔ تمہاری اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؎

فَطُوْبٰی لَکُمْ عَمَّا دَعَیْتُمْ بِدَعْوَۃٍ ۔۔۔ وَطُوْبٰی لِمَنْ جَازَ الْاِلٰهُ بِرَحْمَتِهٖ
وَطُوْبٰی لِمَنْ کَانَ الرَّسُوْلُ شَفِیْعَهٗ ۔۔۔ وَاَصْحَابُهٗ ذَوُو الْفَضْلِ وَالْمَجْدِ

آپ نے بارہ ربیع الآخرہ ۲۲ رمارچ کو تحریر فرمایا تھا "فی الحال میں ابوداؤد کے ابواب وکتب نقل کر رہا ہوں، اس کے بعد ارادہ ہے کہ سننِ ترمذی کے ابواب وکتب نقل کرلوں۔ دیکھو کب تک آب ودانہ تقدیر میں لکھا ہے۔ متنبی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مَا کُلُّ مَا یَتَمَنَّی الْمَرْءُ یُدْرِکُهٗ ۔۔۔ تَجْرِی الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِی السُّفُنُ

خَتَمَ اللّٰہُ لَنَا بِالْحُسْنٰی۔ گھر میں جملہ خورد وکلاں کو اور عزیزی محمد ابوالفضل صاحب سلمہ ربہٗ کو اور اُن کے بال بچوں کو سلام مسنون اور دعواتِ طیبات موصول ہوں۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

اب وہ وقت قریب آگیا جس کا آپ کو انتظار تھا اور آپ کا درج ذیل مکتوب آیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔ بَابُ الرُّخۡصَۃِ فِیۡ لُبۡسِ الۡحُمۡرَۃِ۔ ھَنَّادٌ عَنۡ جابر بنۡ سَمُرَۃَ۔ رَأیۡتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِیۡ لَیۡلَۃِ اِضۡحِیَانٍ وَعَلَیۡہِ حُلَّۃٌ حَمۡرَاءُ لَا نَعۡرِفُہٗ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"غالباً پہلی اکتوبر کو میں نے یہ ایروگرام طلب کر کے خط لکھنا شروع کیا تھا۔ دوسری اکتوبر کو میں رندلی چلا گیا۔ آج بول الدم کے عارضہ کی وجہ سے کوئٹہ پہنچا۔"

دو تین سطر کے بعد لکھا ہے "نو یا دس اکتوبر تک بہ شرطِ حیاتِ مستعار رندلی چلا جاؤں گا، مطالعہ اور لکھنے کا کام وہاں خدا کے فضل سے بہ نسبت کوئٹہ کے کچھ زیادہ ہو جاتا ہے سنن ترمذی کے بعد سنن ابی داؤد کے مطالعہ کا ارادہ ہے۔ وفقنا اللہ لمرضاتہٖ والصلوٰۃُ والسلامُ علی نبیہٖ ورسُولِہٖ وَعَلیٰ آلِہٖ وصحبِہٖ وعَلیٰ جمیعِ انبیاءِہٖ ورُسُلِہٖ مِنۡ لَدُنۡ سَیِّدِنَا آدَمَ الی سیِّدِنا محمّدٍ صلی اللّٰہُ وَسَلَّمَ علیہم وعلیٰ آلہم واَصحابہم واتباعہم اجمعین والحمدُ للّٰہِ ربّ العالمین۔"

اور پھر آپ نے لکھا ہے "جملہ افرادِ خانہ، خورد و کلاں کو سلام مسنون اور دعوات طیبات موصول ہوں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ حدثنا احمد بن اشکاب قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا عمارۃ القعقاع عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کَلِمَتَانِ خَفِیۡفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیۡلَتَانِ فِی الۡمِیۡزَانِ حَبِیۡبَتَانِ اِلَی الرَّحۡمٰنِ، سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ" الخ

اسی دن اور تاریخ کو آپ نے جناب بھائی صاحب حضرت محمد ابو سعید مجددی کو خانقاہ معصومی، متّصل چوک نصر اللہ خاں۔ رامپور (یو۔پی) درج ذیل مکتوب ارسال کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔ حدثنا احمد بن اشکاب قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا عمارۃ بن القعقاع عن ابن زرعۃ عن ابن ھریرۃ قال قال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

جناب برادر صاحب محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مرسلہ مکتوب مع افکارِ موزونہ کل ۷ر۱۰ر۱۹۷۸ء کو پہنچ کر مُشعِر خیریت وکاشفِ حالات ہوا۔ فالحمد للہ علی صحتکم وعافیتکم۔ ماشاءاللہ آپ نے افکارِ عالیہ منظومہ کی ایک کاپی نقل کرکے بھیجی ہے۔ پروردگار سبحانہ وتعالیٰ اس بنائے جدید کو مبارک فرمائے اور خاتمہ ہم جیسے عمر رسیدہ کا باسلامتی ایمان اپنے فضل وکرم سے بالخیر فرمائے۔ بحرمۃ نبیّہٖ ورسولہ وبحرمۃ جمیع انبیائہٖ ورسلہ من لدن سیدنا آدم علیہ السلام الی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم — میں کل ۷ر اکتوبر کو بہ عارضہ بول الدم رندلی سے چل کر دوپہر کے بارہ بجے گھر پہنچا اور جملہ خورد وکلاں کو خداوند سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے بہ خیر وعافیت خوش وخرّم پایا۔ فالحمد للہِ والشکر لہ۔ پیشاب ٹیسٹ کرانے میں نے کل آکر بھیجدیا۔ کل ۹ر کو ڈاکٹر صاحب سے بہ شرطِ حیاتِ مستعار ملوں گا اور پرسوں خیر سے رندلی چلا جاؤں گا۔ یہاں کی سردی سے بہت گھبراتا ہوں۔ خَتَمَ اللہُ لَنَا بِالْحُسْنٰی۔ آج کل سننِ ترمذی کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ امید ہے پندرہ بیس یوم میں فارغ ہوکر پھر سننِ ابی داؤد کے مطالعہ کا خیال ہے۔ مطالعہ کا کام خدا کے فضل سے رندلی میں کافی ہو جاتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کب صبح ہوئی اور کب شام۔ ھٰذا من فضلِ ربّی لیبلونی أأشکر ام اکفر۔ سبحان اللہ والحمد للہِ ولا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر۔ اس کی ذات پاک ہم جیسوں کے شکر وکفر سے بے پروا اور مستغنی ہے۔ کارڈ جمیل النبی صاحب کا سپردِ ڈاک کل ہی کر دیا۔ گھر میں جملہ خورد وکلاں کو سلام مسنون اور دعواتِ طیبات موصول ہوں۔ والسّلام علیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

۵ر ذی القعدۃ الحرام ۱۳۹۸ھ۔ ۸۔۱۰۔ ۱۹۷۸ء — بلال

سَمِیُّ بِلَالِ بْنِ الرَّبَاحِ مُؤَذِّنًا ۔۔۔ لَدَی خَیْرِ خَلْقِ اللہِ قَدْرًا وَّمَنْزِلًا"

اب میں حضرت برادر کے مرض کا حال تفصیل سے لکھتا ہوں۔

آپ ۲۸ر شوال، ۲ر اکتوبر، پیر کے دن خیر وعافیت سے رندلی تشریف لے گئے

اور وہاں اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جمعہ ۳ر ذی القعدہ، ۶ر اکتوبر کا دن خیر سے گذرا۔ رات کو خون کا پیشاب آیا اور بار بار آیا۔ آپ ہفتہ ۴ر ذی القعدہ، ۷ر اکتوبر کو دن کے بارہ بجے کوئٹہ پہنچے۔ اپنے ساتھ جامع ترمذی اور کاغذات و قلم دوات نہیں لے گئے تھے۔ آپ نے بچوں سے فرمایا کہ رات تکلیف سے گزری۔ کوئٹہ میں پیشاب کا ٹسٹ (TEST) کیا گیا۔ ڈاکٹر نے گولیاں کھانے کو دیں اور منگل ۷ر ذی القعدہ، ۱۰ر اکتوبر کو رندلی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی تکلیف بڑھی۔ پیشاب بند ہو گیا اور آپ مع کتاب و کاغذات کے جمعرات ۹ر ذی القعدہ ۱۲ر اکتوبر کو کوئٹہ آ گئے۔ نقاہت اور کمزوری میں نمایاں اضافہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ پیشاب بند ہو گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ مثانہ پھٹ نہ جائے لہٰذا ہسپتال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رات کے نو بجے آپ کے بڑے صاحبزادے موٹر میں ہسپتال لے گئے۔ ہسپتال میں آپ کے واسطے مخصوص کمرہ تجویز کیا گیا تھا۔ آپ کے صاحبزادوں نے ارادہ کیا کہ آپ کو سہارا دے کر لے جائیں لیکن آپ بغیر کسی کے سہارے کے اپنی مخصوص رفتار سے خود تشریف لے گئے۔ اور بائیس سیڑھیاں طے کر کے قیام گاہ پہنچے۔ ڈاکٹروں نے فوراً اپریشن کا بندوبست کیا۔ اور بیہوش کر کے آپ کا چھوٹا اپریشن کیا۔ رات کے بارہ بجے اپریشن روم سے آپ کو لائے۔ صبح کے ساڑھے پانچ بجے آپ کو ہوش آیا۔ یہ واقعہ جمعہ ۱۰ر ذی القعدہ، ۱۳ر اکتوبر کا تھا اور یہ دن اس طرح گزرا کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ ہوش میں آتے اور پھر بیہوشی طاری ہو جاتی۔

ہفتہ ۱۱ر ذی القعدہ ۱۴ر اکتوبر کو آپ نے گھر سے جامع ترمذی، کاغذات، قلم دوات اور ایک ایروگرام (AEROGRAMME) منگوایا۔ آپ کا ارادہ مجھ کو مکتوب ارسال کرنے کا تھا۔

منگل ۱۴ر ذی القعدہ، ۱۷ر اکتوبر کو صبح ساڑھے سات بجے آپ نے کچھ بات کی۔ آپ کی صاحبزادی نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا۔ آپ نے کہا "میں تم سے نہیں کہہ رہا ہوں، سورج سے بات کر رہا ہوں"۔

Marfat.com

جمعہ ۱۷ ذی القعدہ ۲۰ اکتوبر کو آپ کے چھوٹے صاحبزادے نے آپ سے کہا۔ میں دہلی چچا صاحب کو خط لکھدوں، آپ نے فرمایا، "ابھی ٹھیرو، میں خود ایک خط لکھدوں گا، اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں کروالینا اور ایک کاپی دہلی اپنے چچا صاحب کو، ایک رامپور اپنے چچا حضرت کو، ایک جناب مولوی محمد عمر صاحب کے بچوں کو، ایک بلّہ کو بھیجدینا۔ اور اگر چاہو تو یادگار کے طور پر آئے ہوئے مخلصین کو دینا۔"

اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اندازہ ہوگیا تھا کہ آپ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ اتوار ۱۹ ذی القعدہ ۲۲ اکتوبر عصر کے وقت آپ نے چھوٹے صاحبزادہ کو ایروگرام (AERO-GRAMME) دکھایا۔ آپ دائیں طرف پتہ اور بسم اللہ اور درود شریف لکھ چکے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا، "شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے کچھ اشعار اور جو مناسب سمجھوں گا لکھدوں گا۔"

منگل ۲۱ ذی القعدہ ۲۴ اکتوبر۔ دوپہر تک آپ خوش رہے اور بات کرتے رہے۔ دوپہر کو آپ نے سُنا کہ کل اپریشن ہوگا۔ اس خبر کو سُن کر آپ خاموش ہوگئے اور کسی سے بات نہیں کی۔

بدھ ۲۲ ذی القعدہ ۲۵ اکتوبر صبح کے دس بجے آپ کو اپریشن کے لئے لے گئے، اور گیارہ بجے آپ کو باہر لائے۔ اس مرتبہ آپ کو بیہوش نہیں کیا تھا بلکہ بدن کو سُن کرنے کا انجکشن لگایا تھا، اپریشن سے چھٹے غدود آدھ پاؤ کے نکلے اور سات پتھریاں چنے کے دانہ کے برابر اور چونسٹھ مونگ کے دانہ کے برابر۔ جس وقت آپ کو کمرے میں واپس لا رہے تھے آپ کی نظر چھوٹے صاحبزادے میاں عبیداللہ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا۔ "اسلام علیکم، الحمدللہ میں خیر سے نکل آیا۔" آپ نے ڈاکٹر صاحب سے کہا، "میرے پیر ہل نہیں رہے ہیں۔" ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ آپ کے بدن کو سُن کرنے کے واسطے انجکشن لگایا تھا، یہ اس کا اثر ہے۔ اس کے بعد گلوکوز (GLUCOSE) چڑھانا شروع کیا۔ ابھی نصف مقدار چڑھی تھی کہ آپ پر ٹھنڈک کی وجہ سے لرزہ طاری ہوا، اور گلوکوز کا چڑھانا روکدیا۔ عصر کو آپ کی آنکھیں بند تھیں آپ نے فرمایا۔ "تمہارے اور ہمارے بچے الحمدللہ بہت خوش ہیں۔" غالباً آپ نے یہ بات اپنی اہلیہ مرحومہ کی روح سے کہی تھی، ڈاکٹر نے آپ کے سوئی لگائی تاکہ رات کو آرام سے رہیں۔

Marfat.com

الوداع الوداع پنجشنبہ ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء۔ رات کے سوا بجے سے صبح تک آپ کچھ کچھ وقفے کے بعد باتیں کرتے رہے۔ صبح آپ نے چائے پی۔ ہسپتال کے دونوں ڈاکٹروں نے آپ کا معائنہ کیا اور خطرہ کی کوئی بات محسوس نہیں کی۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب بچوں نے ارادہ کیا کہ آپ کو یخنی پلائیں۔ آپ نے بیٹھنا چاہا لیکن نہ بیٹھ سکے۔ فرمایا مجھ کو سہارا دے کر بٹھاؤ۔ اس سے پہلے آپ نے اٹھتے وقت کسی کا سہارا نہیں لیا تھا۔ چنانچہ آپ کو سہارا دے کر بٹھانے کی کوشش کی گئی۔ اسی دوران میں آپ نے فرمایا۔ مجھے لٹادو، چنانچہ آپ کو لٹادیا گیا، آپ کی آنکھوں کی رنگت بدل گئی تھی، بدن سے بھینی بھینی خوشبو نکلی، بچوں نے آپ کے مبارک سینہ کو سونگھا اور وہاں خوشبو زیادہ محسوس کی۔ آپ نے چارپائی کے ایک طرف کی پٹی پکڑ کر اس طرف کروٹ لی اور پھر دوسری طرف کی پٹی پکڑ کر ادھر کروٹ لی۔ آپ کے صاحبزادوں نے ڈاکٹر کے پاس آدمی بھیجا۔ آپ نے بچوں سے فرمایا۔ "ہم نے تم سب بچوں کو پریشان کر دیا" آپ کے چھوٹے صاحبزادے میاں عبید اللہ نے سورۂ ق کا پہلا رکوع اور سورۂ حشر کا آخری رکوع پڑھا۔ آپ نے ان کو آواز دی۔ آپ کی آواز بہت پست تھی۔ وہ آپ کے پاس پہنچے۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ "تم سب خوش، تم سب خوش"۔ سید اکرم شاہ نے سورۂ یاسین پڑھی۔ ڈاکٹروں نے آنسو بہاتے ہوئے کفِ افسوس ملے اور بڑے صاحبزادے عبید الرحمٰن آقا سے کہا۔ حضرت صاحب کو دل کا شدید دورہ ہوا ہے۔ اور گیارہ بجکر پچیس منٹ پر ڈاکٹروں نے اعلان کر دیا کہ حضرت صاحب کی وفات ہو گئی ہے۔

بلاشک ہم سب اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف جانا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے شہر خموشاں کے ساکن، اگر اللہ نے چاہا ہم عنقریب آپ سے ملنے والے ہیں، آپ ہمارے پیش رو ہیں اور ہم آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ہم اپنے اور آپ کے واسطے اللہ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔ اللہ ہم سے پہلے جانے والوں پر اور بعد کے آنے والوں پر رحم فرمائے۔

سلامے چو بوئے خوشِ آشنائی   بہ آں مردمِ دیدۂ روشنائی
سلامے چو نورِ دلِ پارسایاں   بہ آں شمعِ خلوتگہِ پارسائی

Marfat.com

آپ ہسپتال میں بچوں سے فرمایا کرتے تھے۔ ایمان کی سلامتی کی دعا کرو۔ اور آپ کی وصیت تھی، ماتم نہ کرنا، اعلانات نہ کرانا، نعش کو زیادہ دیر نہ رکھنا، ہم کو ہماری والدہ صاحبہ کی پائنتی دفن کرنا۔ تم اپنی والدہ صاحبہ کے پاس جانا۔

آپ کے پیش نظر سنن ابن ماجہ کی وہ روایت تھی جو ابواب الجہاد کے باب الرجل یغزو ولہ ابوان میں معاویۃ بن جاہمۃ السلمی سے کی ہے۔ معاویہ کہتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کہا۔ میں آپ کے ساتھ جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں، میرا مقصد اللہ کی رضا اور دارِ آخرت ہے۔ آپ نے دریافت کیا۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، جا، اس کی خدمت کر۔ میں پھر دوسری طرف سے آپ کے پاس گیا اور پھر آپ سے پہلی بات عرض کی اور آپ نے وہی فرمایا جو پہلے فرما چکے تھے۔ میں پھر تیسری مرتبہ سامنے سے پیش ہوا اور پہلی بات عرض کی آپ نے فرمایا وَیحَكَ اِلزَمْ رِجلَهَا فَثَمَّ الجَنَّۃُ۔ افسوس ہے تجھ پر، اس کے پیروں کو نہ چھوڑ۔ جنت وہیں ہے۔

اور حضرت برادر نے وصیت کی کہ دونوں ڈاکٹروں کو ایک، ایک عمدہ سوٹ کا کپڑا دیا جائے اور ہسپتال کو ایک ہزار روپیہ۔

حضرت برادر کی وصیتوں پر پوری طرح عمل کیا گیا، نہ ماتم کیا گیا، نہ آپ کی وفات کی خبر نشر کرائی گئی حالانکہ براڈکاسٹنگ والے (BROADCASTING) آئے تھے تاکہ آپ کی وفات کی خبر نشر کردیں لیکن صاحبزادوں نے منع کر دیا۔ اور غروب آفتاب سے پہلے تدفین بھی ہوگئی، دونوں ڈاکٹر صاحبان کو عمدہ کپڑا ایک ایک سوٹ کا اور ہسپتال کو ایک ہزار روپیہ دے دیا گیا۔

تجہیز و تکفین و تدفین

آپ کی وفات ۱۱ بجکر ۲۵ منٹ پر ہوئی۔ اسی وقت گورکن کو قبر تیار کرنے کے لئے خبر بھیجی، اور جنازہ کو فوراً ہسپتال کی ایمبولینس (AMBULANCE) میں گھر لائے۔ آپ کو (۱) سید اکلیل احمد شاہ ولد سید افضل شاہ (۲) حبیب اللہ ولد شیر دل قوم میچن خیل (۳) غلام سرور ولد روزی خان قوم گنڈی (۴) فضل کرم ولد روزی خان قوم گنڈی نے غسل دیا۔ برادر خورد حضرت ابوالسعد سالم نے اپنی علالت اور معذوری کی وجہ سے

Marfat.com

گھر میں جنازہ کی نماز پڑھائی، ضُعفاء اور معذور افراد نے ان کی اقتدا کی۔ چار بجے جنازے کو ٹرک میں قریۂ قمبرانی، سریاب لے گئے۔ اس ٹرک میں آپ کے تینوں صاحبزادے اور برادر خورد کے چھ صاحبزادے، ان کے علاوہ اور دو تین افراد تھے، چار ٹرکوں میں دوسرے افراد تھے، قریۂ قمبرانی میں خلقت کا ہجوم تھا، وہاں صاحبزادہ عبید الرحمٰن آقا نے نماز پڑھائی، پھر حضرت والدہ مرحومہ کے پائنتی آپ کے تین صاحبزادوں، عبید الرحمٰن، عبداللہ، عبید اللہ سلمہم اللہ اور برادر زادہ ابوبکر سلمہ اللہ اور حاجی فضل جزاہم اللہ نے قبر میں اتارا۔

نقشہ مدفن

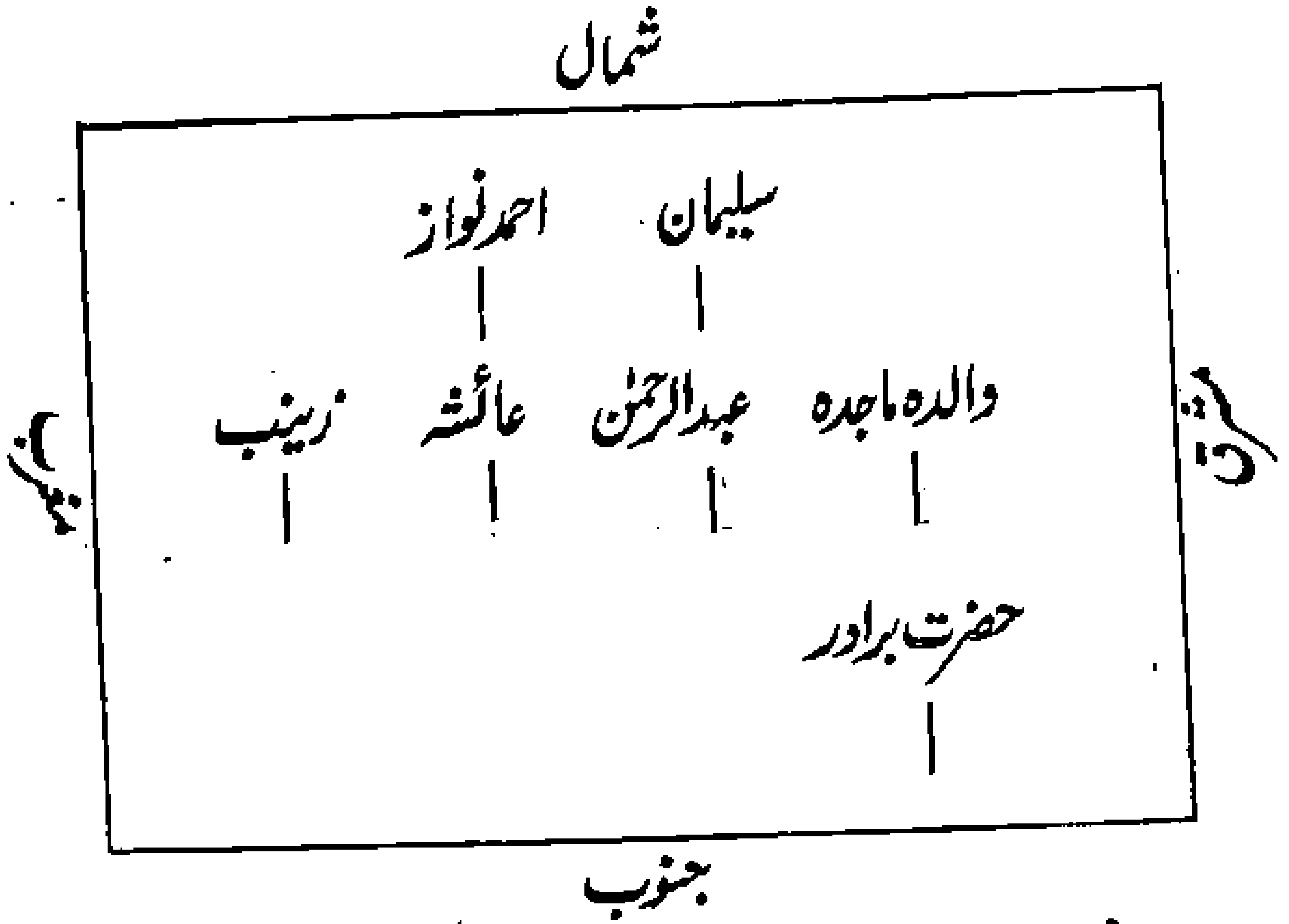

برادر کا مدفن ہے جنّت نشاں — مبارک مکین اور مبارک مکاں

بعض واقعات

(۱) آپ کی وفات ٹھیک گیارہ بج کر ۲۵ منٹ پر ہوئی۔ لیکن آپ کا دلِ زندہ کافی دیر تک متحرک رہا۔ ٹھیک ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(۲) آپ کا مبارک بدن لحد میں رکھتے وقت تک روئی کی طرح نرم رہا۔ سب لوگ حیران تھے۔ میرے نزدیک یہ احادیثِ مبارکہ کی برکت ہے۔ سالہا سال سے آپ احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ایک ایک حدیثِ مبارک پر سبحان اللہ کہتے تھے۔ آپ کی آنکھیں

فرطِ محبّت سے گُہر ریز ہوتی تھیں اور آخر وقت میں بھی حدیثِ جاناں نزدِ سر رہی۔ طُوبیٰ لَہٗ ثُمَّ طُوبیٰ لَہٗ۔

(۳) محمد حسین ولد اللہ بخش بلوچ نے قبر کھودی۔ جس وقت وہ لحد کھود رہے تھے انھوں نے لحد میں سرخ رنگ کا چمکدار نگ دیکھا۔ وہ نگ اتنا روشن تھا کہ محمد حسین کی آنکھیں چُندھیا گئیں۔ تھوڑی دیر وہ بیخود رہے۔ پھر اس نگ کو بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔

(۴) حضرت برادر کی وفات کی خبر مجھ کو بتاریخ ۲ر نومبر عشار کی نماز سے پانچ سات منٹ پہلے برخوردار ڈاکٹر ابوالفضل محمد سلّمہٗ اللہ وَبَلَّغَہٗ اِلیٰ مَرَاتِبِ الْکَمَالِ نے پہنچائی، اس درد و اَلَم کے عالم میں مجھ کو سَردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یاد آیا "اَرِحْنَا بِھَا یَا بِلَالُ" اے بلال ہم کو اس سے راحت پہنچا، اذان دے، اقامت کر، تاکہ ہم نماز پڑھیں اور ہم کو راحت ملے، چنانچہ میں عشار کی نماز کیلئے گیا، مسجد میں مولانا حافظ سیّد اعزاز الحسن ملے، میں نے اُن سے نماز پڑھانے کو کہا۔ انھوں نے پہلی رکعت میں سورۂ انبیا کی آیات ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک پڑھیں جو کہ یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ۔ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ۔ لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ۔

اب حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ لکھتا ہوں۔ ملاحظہ کریں۔

جن کو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی، وہ اس سے دُور رہیں گے۔ نہیں سُننے اُس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں۔ نہ غم ہوگا اُن کو اس بڑی گھبراہٹ میں اور لینے آوینگے ان کو فرشتے، آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ تھا۔ جس دن ہم لپیٹ لیں آسمان کو جیسے لپیٹ لیتے ہیں طومار میں کاغذ، جیسا سرے سے بنایا پہلی بار، پھر اُس کو دُہرا دینگے، وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو کرنا"

یہ بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت برادر کی وفات کی خبر اس وقت تک صرف

ابوالفضل محمد کو اور مجھ کو ہوئی تھی۔ مولانا سید حافظ اعزاز الحسن یا کسی دوسرے کو نہیں ہوئی تھی۔

(۵) حضرت برادر کی وفات ہوئی، دل چاہا کہ کسی کو خبر نہ ہو اور ایصالِ ثواب کی صورت نکل آئے لہٰذا میں نے رامپور اپنے عزیزوں کو اور بریلی اور بہرائچ برادرانِ طریقت کو کچھ روپیہ ارسال کر دیا، تاکہ وہ حضرتِ برادر کی فاتحہ کرلیں۔ انہی دنوں میرا جانا "گھوسی" ہوگیا۔ وہاں حضرت استادی مولانا مولوی محمد عمر نے ایک مدرسہ قائم کیا ہے۔ میں نے مولوی محمد اکرام الحق سے کہا کہ فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا بندوبست کر دیں، اللہ اُن کو اجر دے، انھوں نے بندوبست کیا اور فاتحہ ہوئی، بہت دل خوش ہوا۔

جس دن مولوی محمد اکرام الحق نے فاتحہ کی، اُسی دن حضرت برادر کی چھوٹی صاحبزادی فاطمہ سلمہا اللہ نے کوئٹہ میں اپنے والد کو خواب میں دیکھا، وہ اپنی وفات کے واقعہ کو بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضرت والد قُدِّسَ سِرُّہٗ میرے لینے کو تشریف لائے تھے، پھر فرمایا، ہمارے منجھلے بھائی نے جو کھانا کیا، ماشاءاللہ بہت مزے دار تھا اور پھر مزے لے کر فرمایا بہت لذیذ تھا۔

فاطمہ سلمہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تھی۔ میں نے لکھا۔ اے عزیزہ! یہ خواب ایک حقیقتِ خفیّہ کو ظاہر کر رہا ہے، کسی کو بھی خبر نہیں کہ میں نے فاتحہ کرائی ہے، تمہارے خواب میں میرے لئے نوید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاتحہ قبول کی ہے اور حضرتِ برادر مُتلذِّذ اور مُتنعِّم ہوئے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالشُّکْرُ لَہٗ۔

وہ بشارت نماز میں ملی اور یہ نویدِ قبولیّت خواب کی۔ ع چہ حسن است ایں کہ پایانے نہ دارد

زبانے کو کہ در حمدش سرایم حرفِ زیبا را　　نمایم ہر بُنِ مُو را زبانِ صد بیاں آرا

اب میں اس "یادگار مکتوب مبارک" کو نقل کرتا ہوں جس کی ابتدا حضرت برادر نے یکشنبہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ، ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو کی اور سہ شنبہ ۲۱ ذی القعدہ، ۲۴ اکتوبر کی دوپہر تک ختم کیا۔

Marfat.com

یادگار مکتوب مبارک

وارڈ نمبر ۱۱، کرسچین ہسپتال

کوئٹہ۔ بلوچستان بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ وَرُسُلِکَ مِنْ لَدُنْ سَیِّدِنَا آدَمَ اِلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَاَصْحَابِھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

کریما ببخشائے برحالِ ما کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا زراہِ خطا خطا در گزارو صوابم نما

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، بارہ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو رات کے دس بجے برخوردار حضرت عبید الرحمٰن فاروقی مجھے اپنی لینڈ روور (LANDROVER) میں کرسچین ہسپتال میں لائے اور داخل کیا۔ ڈاکٹر صاحبان اور ہسپتال کے عملہ نے بسم اللہ پڑھ کر خداوند سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر شریف شروع کیا۔ سبحان اللہ کس اطمینان اور خیر وخوبی سے علاج کر رہے ہیں جس کا شکریہ میں کسی صورت سے ادا نہیں کر سکتا۔ عزیزہ رابعہ بیگم سلمہا ربہا مع اپنے فرزند توفیق سلمہ ربہ کے (۲۰ اکتوبر کو) ۶ بج کر ۵ منٹ (بعد عصر) پہنچیں فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالشُّکْرُ لَہٗ۔ صبح اور شام کو جناب حضرت عبید الرحمٰن صاحب سلمہ ربہ ہمشیرہ عزیزہ کو لے آتے ہیں اور آدھا گھنٹہ ٹھہر کر واپس چلے جاتے ہیں۔ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔

یہ مبارک مکتوب میرے نزدیک اِس شعر کا اَتم مصداق ہے۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے

قطعاتِ تاریخ

میں نے حضرت برادر کی درج ذیل تاریخیں کہی ہیں:-

اشکِ غم چکید ۱۳۹۸ھ

سراجِ عالم ابوالفیض بلال ۱۳۹۸ھ

سنو ہادیِ انام کا سانحۂ عظیمہ ۱۳۹۸ھ

سوانحِ حیاتِ سیّدِ عارفین شاہ بلال ۱۳۹۸ھ

اے حضرتِ عالی مقام جب سے گئے دارالسّلام

دل سے یہ کہتا ہوں مدام "شاہِ ابوالفیض السّلام" ۱۳۹۸ھ

اور

ابوالفیضِ بلالِ پاکِ محمود ز آشوب جہاں یکسر بیاسود

چو پرسیدم ز ہاتف سالِ رحلت "وصالِ نیّرِ اعظم" بفرمود ۱۳۹۸ھ

بعض اصحابِ فکر و اربابِ کلام نے حضرتِ برادر کی تاریخِ وصال کہی ہے، میں انکو لکھتا ہوں۔ سرِ فہرست ابن العم جناب بھائی صاحب حضرت حافظ محمد ابوسعید مجدّدی فاروقی ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ (۲۹ جولائی ۱۸۹۹ء) مصطفٰے آباد (رامپور) (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کی خوردسالی اور جوانی حجازِ مقدس میں گزری ہے۔ حضرتِ برادر سے ایک سال چار مہینے عمر میں بڑے ہیں۔ دونوں حضرات میں اُخوّت اور محبّت مثالی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے قدردان رہے۔ مارچ ۱۹۷۶ء میں آپ کا اور میرا کراچی جانا ہوا، اور وہاں حضرت برادر سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں حضرات ایک کمرے میں ٹھہرے میرا قیام الگ کمرے میں تھا۔

حضرت برادر کی وفات نے نہ صرف میرے ہی دل و دماغ کو ماؤف کیا بلکہ جناب بھائی صاحب کے دل کو بھی الم انگیز تأثرات کے اظہار پر آمادہ کر دیا۔ آپ نے رامپور سے

Marfat.com

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ (۵ نومبر ۱۹۷۸ء) مجھ کو تحریر فرمایا۔

الاخ العزیز الفاضل الشیخ ابوالحسن زید المجددی الفاروقی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

ارفق بھٰذہ الرسالہ رثاءً تاریخیاً عربیاً للفقید المغفور طیب اللہ ثراہ، العین تجود بالدموع علی ذکراہ والقلب یخلد فضلہ مادام فی الحیاۃ، وکقول الشاعر۔

تجرین من العبرات خول حدیثہ ‌ ‌ ‌ ‌ ماکان من فرح علیہ یسیل

اَللّٰھُمَّ وَاَسْبِلْ علیہ سِجَالَ رَحمتِكَ وعفوِكَ ولطفِكَ فھو وان سبق فنحن فی اثرہ، اَللّٰھُمَّ وحسن الختام بحرمۃ سید الأنام علیہ افضل الصلاۃ والسلام

مندرجہ بالا تحریر کا آزاد ترجمہ پیش ہے۔ جناب بھائی صاحب کے تاثرات کا اندازہ کیا جائے۔ بعد از سلام تحریر فرمایا ہے۔

"میں اس مکتوب کے ساتھ عربی کا تاریخی مرثیہ جناب فقیدِ مغفور لہ طیب اللہ ثراہ کا بھیج رہا ہوں، اُن کے ذکر پر آنکھیں دل کھول کر آنسو بہا رہی ہیں اور جب تک دل میں سکت ہے وہ اُن کے فضل کا بیان کرتا رہے گا، اور بات وہی ہے جس کا بیان شاعر نے کیا ہے۔

(اب ان کے ذکر پر غم کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جبکہ یہی آنسو اُن کی حیات میں خوشی سے نکلا کرتے تھے۔)

اے اللہ تو اپنی عظیم رحمت اور عفو اور لطف کے خزانے اُن پر بہا دے اگر انھوں نے جانے میں پہل کی ہے، ہم بھی اُن کے نشانِ قدم پر رواں ہیں۔ اے اللہ ہمارا خاتمہ بالخیر کر، بحرمت سیدِ انام، ان پر نازل ہو بہتر درود وسلام۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلرِّثَاءُ التَّارِیْخِیْ لِلْفَقِیْدِ الرَّاحِلِ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ الْمُتَعَالِ الأخِ ابنِ العَمِّ الشَّیْخِ اَبِی الفیضِ بلالِ النَّجلِ الاَکْبَرِ لحَضْرَۃِ الشیخِ ابی الخیرِ عبدِ اللّٰہِ المجددی العمری تَغَمَّدَھُمَا اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ المتوفی فی کوئٹہ پاکستان۔

Marfat.com

بتاریخ ۲۳ ذی القعدۃ سنہ ۱۳۹۸ھ الموافق ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۷۸ء

وَمَنْ هُوَ يَا رَبِّي مِنَ الدَّهْرِ قَدْ غَدَا — مُقِيمًا بِعَفْوِ اللهِ فِي الْخُلْدِ سَرْمَدَا

لِمَنْ هٰذِهِ الْأَعْلَامُ بِالنَّعْيِ فِي أَسًا — بِحُزْنٍ وَغَمٍّ فِي الْمَآتِمِ قَدْ بَدَا

فُؤَادٌ خَلَا مِنْ كُلِّ بِشْرٍ بِفَقْدِهِ — وَعَيْنٌ أَجَادَتْ بِالدُّمُوعِ لِتَحْمَدَا

فُؤَادٌ يُسِيلُ الدَّمَّ حُزْنًا وَعِبْرَةً — وَعَيْنٌ تُفِيضُ الدَّمْعَ كَالْحَوْضِ رَاكِدَا

(بِلَالٌ) أَخُونَا (ابْنُ خَيْرٍ) ذَوِي التُّقَى — فَفِي رَحْمَةِ الْمَوْلَى نُجِيبًا تَغَمَّدَا

بَكَتْهُ عُيُونُ الْخَلْقِ طُرًّا لِأَنَّهُ — لَجَوْهَرُ كَنْزِ الصَّفْوِ يُحْكَى وَيُحْمَدَا

فَيَا رَحْمَةَ الْخَلَّاقِ كُونِي وَسِيلَةً — لَهُ يَوْمَ عَرْضٍ إِذْ يَنَالُ بِهِ هُدَى

فَلَا رَيْبَ مِنْ عِلْمِ الشَّرِيعَةِ حَامِلًا — وَلَا شَكَّ فِي شُغْلِ الطَّرِيقَةِ مُرْشِدَا

فَكَمْ مِنْ نَعِيمٍ فَازَ مِنْهَا بِرَوْضَةٍ — كَذَا مَسْكَنًا فِي الْخُلْدِ قَصْرًا مُشَيَّدَا

عَلَى سَائِلِيهِ مِنْ رُمُوزٍ كَمَا لِهِ — فَأَخْفَى بِمَا أَخْفَى وَأَبْدَى بِمَا أَبْدَى

وَلَمَّا دَنَى وَقْتُ الرَّحِيلِ إِلَى الثَّرَى — مِنَ الْخَيْرِ وَالْإِخْلَاصِ دَوْمًا تَزَوَّدَا

لَهُ الْمِيزَةُ الْعَلْيَا إِذَا مَا حَصَرْتَهَا — مِنَ الْفَضْلِ وَالْمَعْرُوفِ فِي الْخُلْقِ وَالنَّدَى

عَلَا صِيتُهُ مَا عَاشَ فِي الدَّهْرِ كَامِلًا — فَيَا حُسْنَ حَظٍّ فِي الْبَرِيَّةِ مَاجِدَا

بِدَمْعِ عُيُونِي قَدْ رَقَمْتُ مُؤَرِّخًا

لَهِيفٌ[1] عَلَى مَنْ غَابَ حَظٌّ[2] مُؤَبَّدَا — سنہ ۱۳۹۸ھ

اَلرِّثَاءُ الثَّانِي

سَالَ الدُّمُوعُ وَغَابَ رُشْدُ رِجَالِ — لَمَّا نَعَى النَّاعِي بِنَعْيِ (بِلَالِ)

يَا لَلْأَسَا لَحِقَ الْفُؤَادُ مُفَاجِئًا — فِي مَنْظَرٍ لِحَسَرَاتِ وَالْآجَالِ

يَا مَوْكِبًا هَزَّ الْقُلُوبَ بِرُؤْيَةٍ — فِي الْحُزْنِ وَالْآلَامِ وَالتَّرْحَالِ

---

[1] اللهیف المحزون۔ المضطر [2] الحظ، السکون ای فاز بالسکون الدائمی۔

هٰذِی الْفَجِیْعَةُ ضَاعَفَتْ رُزْءَ الْحَشَا ۔۔۔ ذَرَفَتْ عُیُوْنُ الْخَلْقِ کَالشَّلَّالِ
اِنَّا فَقَدْنَاهُ وَمُوْقِفُ فَقْدِهٖ ۔۔۔ فِیْ خَیْرِ اَعْمَالٍ وَخَیْرِ مَآلِ
مَا لِلْفَتٰی اَمَدُ الْفَنَاءِ مُحَدَّدٌ ۔۔۔ وَلَکُمْ حَیَاةٌ تَرْتَدِیْ بِزَوَالِ
وَالْقَبْرُ مَنْزِلُ رَاحِلٍ لِقَرَارِهٖ ۔۔۔ وَلَبَیْنَمَا یَأْتِیْهِ یَوْمُ سُؤَالِ
وَمِنَ الَّذِیْ فَقَدَ الزَّمَانُ اَبْنُ لَنَا ۔۔۔ وَلَقَدْ سَمِعْنَا کَانَ خَیْرَ رِجَالِ
هُوَ اِبْنُ[1] خَیْرِ الْقَوْمِ (خَیْرٌ) اِسْمُهٗ ۔۔۔ وَ(اَبُوْالْ) یَمِیْنُ الْاِسْمِ لَا بِشِمَالِ
حِبْرُ الطَّرِیْقَةِ یَنْتَمِیْ بِمُجَدِّدٍ ۔۔۔ اَلْمُنْتَمِیْ (فَارُوْقَهٗ) فِی الْآلِ
وَلَقَدْ فَقَدْنَا مَنْ فَقَدْنَا اِنَّهٗ ۔۔۔ مِنْ خَیْرِ اَسْلَافِ السُّلَالَةِ تَالِ
اَلْیَوْمُ یَذْکُرُهُ الْفُؤَادُ بِدَمْعَةٍ ۔۔۔ بِالْاَمْسِ کَانَ مُشَارِکًا فِی الْقَالِ
اَمْضٰی زَمَانَ حَیَاتِهٖ فِیْ شُغْلِهٖ ۔۔۔ عَمَلًا وَعِلْمًا فِی الدُّجٰی بِکَمَالِ
وَیَرَاعُ تَسْطِیْرِ (الْحَدِیْثِ) کَاَنَّهٗ ۔۔۔ یَجْرِیْ کَجَرْیِ السَّیْلِ فِی الْمَسْیَالِ
مُدِحَتْ سَجِیَّاتُ الْفَقِیْدِ جَمِیْعُهَا ۔۔۔ فِیْ مُخْلِصِیْهِ کَوَاحِدٍ بِمِثَالِ
یَا وَیْحَ حَالَ الدَّهْرِ کَیْفَ شُئُوْنُهٗ ۔۔۔ اَلْخَیْرُ مُمْتَزِجٌ بِشَرٍّ وَبَالِ
یَا سَائِلَ الرَّحَمَاتِ مِنْ رَبِّ الْعُلَا ۔۔۔ هِیَ فِیْ نَصِیْبِكَ لَا تَخَفْ بِنَکَالِ
نَنْسَاهُ؟ حَاشَا! بَلْ یَدُوْمُ سُهَادُهٗ ۔۔۔ مَادَامَتِ الْاَنْفَاسُ فِی الْاِکْمَالِ
تِلْكَ السِّنِیْنُ اِذَا اُعِیْدَتْ ذِکْرُهَا ۔۔۔ زَادَ التَّحَیُّرُ فِیْ جَوَابِ سُؤَالِ
کُنَّا وَاَفْرَادُ الْعَشِیْرَةِ حَوْلَهٗ ۔۔۔ بَیْنَ النُّجُوْمِ مُشَاهِدًا کَهِلَالِ
خَطْبُ الرَّدٰی لَمَسَتْ بِاَوْتَارِ الْحَشَا ۔۔۔ فِیْ رَنَّةِ الْمَاْسَا بِصَوْتٍ عَالِ
یَا لِلزَّمَانِ کَاَنَّهٗ یَوْمٌ مَضٰی ۔۔۔ وَالْحَالُ نِصْفُ الْقَرْنِ فِی الْاَجْیَالِ

---

[1] اسم والد الراحل ابو الخیر، فجیء خیر فی الشطر الاول، واذا اتصل بیمین خیر (ابوال) اصبح الاسم کاملًا ابو الخیر۔ ۱۲ منه

Marfat.com

كُنَّا جُلُوسًا إِذْ أَتَتْ بَرْقِيَّةٌ — تُنْعِي الْفَقِيْدَ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْبَالِ
يَا غَافِلًا عَمَّ الْفَنَاءُ لِكُلِّ مَنْ — وَافٰى بِهٰذَا الدَّهْرِ قَبْلَ خَيَالِ
يَا مَجْلِسًا يَا صُحْبَةً يَا أُلْفَةً — فَوْقَ الْقِيَاسِ وَفَوْقَ كُلِّ مَقَالِ
وَكَأَنَّهَا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ مَضَتْ — وَمَحَتْ جَمِيْعَ صُنُوْفِهَا فِي الْحَالِ
وَإِلَيْكَ بَعْضُ خَصَائِصٍ اِخْتَارَهَا — بَيْنَ الْأَنَامِ وَفِيْهِ وُسْعُ مَجَالِ
تَرَكَ التَّرَفُّهَ وَاكْتَفٰى بِتَقَشُّفٍ — فِي مَأْكَلٍ فِي مَلْبَسٍ فِي مَالِ
هَجَرَ الْعَشِيْرَةَ وَانْزَوٰى فِي قَرْيَةٍ — لَا يَعْتَنِي بِالْأَهْلِ وَالْأَنْجَالِ
أَمْرَانِ كَانَا مُوْنِسَيْنِ لَهُ فَقَطْ — فَنُّ الْحَدِيْثِ وَكَثْرَةُ التَّجْوَالِ
وَخِتَامُهُ الْغُفْرَانُ مِنْ رَبِّ الْعُلَا — مُتَوَسِّلًا بِنَبِيِّهٖ وَالْآلِ
يَا رَبِّ أَشْمِلْهُ لَدَيْكَ مُنَعَّمًا — فِي نِعْمَةِ الصُّلَحَاءِ وَالْأَبْدَالِ

مرثیہ فارسی

بر وفاتِ حسرت آیاتِ برادر باکمال حضرت ابوالفیض بلال مجددی فاروقی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے دہر در کدام رُخت فرحت و سرور — جز عبرت و فنا و غم و رنج و ہر فتور
ایں تیرہ خاکداں کہ جہاں نامزد شدہ — پیش و پسش ہوائے فنا می وزد بہ رہ
امروز اگر صبائے خوش و سرد و نو وزید — فردا چہ گرم باد سموم فنا پدید
تو بے وفا و چرخ تو ہم بے وفا تراست — تو پُر جفا و چرخ تو ہم پُر جفا تراست
تسلیم نزد اہل جہاں بے وفائیش — نا قدر گشت دہر ز ناپائداریش
تا کے ضیا و تابشِ خورشید در نہار — تا کے ز نور ماہ بہ شب دیدہ ہمکنار
آں در کسوف ظلمتِ شب می دہد نشاں — ویں در خسوف مظلم و بے نور در جہاں
دانید ایں حیات برائے بشر سراب — چوں تشنہ ہا گماں کنند از آب نیست آب

Marfat.com

آں حاملانِ علم کجا بردہ پی بگو / ہنگام رفت شاں تو کجا خفتہ پی بگو
کے می توانم ار شمرم نام رفتگاں / تو می دہی نشاں کہ منم دامِ رفتگاں
دانی کدام رخت رحیلش گرفتہ است / دانی کدام در رہِ عقبیٰ نشستہ است
بینم اگر بہ دست گرفتہ چراغ ہم / یابم نہ ہیچ ہمچو (بلالم) برادرم
آریم لسخت دل ز کجا تا کنم بیاں / داریم چشم تر کہ ز اشکش شود عیاں
صد حیف آں برادرِ ما ، اِبنِ عمِّ ما / افزود در رحلتش غم و افسوس و ہمِّ ما
نامش بلال و نیز ابوالفیض کُنیتش / اعلیٰ مقام یافت کہ لاریب جنّتش
من قدردانِ اُویم، آں قدردانِ من / ہرگز شود نہ بستہ ز ذکرش زبانِ من
جانش بہ حق بہ صبر و رضا چوں سپرد کرد / ہرگز نہ در اطاعتِ ربّ خُورد بُرد کرد
چوں آمدہ اَجل سرِ بالیں قریں سپرد / خود را بہ طبیبِ قلب بہ جان آفریں سپرد
از بہرِ خیر مقدمِ مرحوم رحمتش / بگرفتہ و بہ زود رسانید جنّتش
از چشمِ اشک ریزد و ہر اشکِ اشکِ خوں / در رنگ تیز تر کسے گوید کہ رشکِ خوں
یارب مُدام سایۂ رحمت بہ تُربتش / یارب دوام بارشِ عفوت بہ غربتش
ایں مستحقِ لطفِ عمیم و رضائے تو / ایں مستحقِ جلوۂ وحدت لقائے تو
رفتی مگر نہ یادِ تو خواہد رود مدام / تا آخرِ نفس بکنم ذکرِ تو دوام
چوں جوہرِ معانی و صدق و صفا و حُب / دیدیم در تو راست صفاتِ وفا و حُب
پنجاہ سال ربطِ اخوّت مدام بود / ہر نوع مہر و حُبّ و وفا بالتمام بود
در نصح و رُشدِ منسلکینِ طریقِ حق / من جملہ عارفینِ رموزِ فریقِ حق
مصروف در مطالعۂ فنِّ دیں مُدام / قولِ رسول و ہدیِ رسولِ آئیں مدام
کارے نہ داشت ہیچ بہ جُز شغلِ ما سبق / در فہرس حدیث نوشتہ بسے ورق
ایں ذوق مومن از دگر اذواق بیشتر / باشد وسیلہ بہرِ نجاتش ز بیشتر
یَا رَاحِلًا اَفُوْزُ بِلُقْیَاكَ فِی غَدٍ / اَلْیَوْمَ اِنْ یَئِسْتُ فَرُؤْیَاكَ فِی غَدٍ

Marfat.com

ایں نوحۂ سعید بریزد دُمُوعِ غم
یا چشمِ او بگیست بداں (رفت ابنِ عَم)

جناب بھائی صاحب کے مراثی ناظرین کے سامنے ہیں۔ جو شخص عربی اور فارسی سے واقف ہے وہ ان مراثی کو پڑھ کر یہی کہے گا کہ ان کا تعلق حقائق و واقعات سے ہے۔ تصنّع اور آورد سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ پچاس سال کی پُرخلوص رفاقت نے اپنا اثر دکھایا ہے۔ ہر شعر دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے اور سننے والوں کے دلوں پر برقِ جہاں سوز بن کر گر رہا ہے۔ آپ کو جس وقت حضرت برادر کی وفات کی خبر ملی بے چین ہو گئے، فوراً مجھ کو مکتوب تعزیت لکھا اور پہلا مرثیہ عربی کا ارسال کیا، پھر رامپور سے دلّی برائے تعزیت آئے اور فارسی مرثیہ ساتھ لائے اور پھر جا کر عربی کا دوسرا مرثیہ ارسال کیا۔ بس جب آپ کے مراثی پڑھتا ہوں، خیال آتا ہے کہ جناب بھائی صاحب نے میرے دلِ محزوں کی ترجمانی کردی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اب آپ کی ذات ہمارے لئے مجموعۂ دو ذات گرامی ہے۔ ایک ذاتِ سعیدی اور ایک ذاتِ بلالی، ع

فَتَشَابَهَا وَتَشَاكَلَ الْأَمْرُ

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُغَیِّرُ وَلَا یَتَغَیَّرُ وَ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَقْبَلُ الزَّوَالَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ عَلٰی آلِہٖ۔

جناب بھائی صاحب کے بڑے صاحبزادے عزیز گرامی حافظ قاری عبدالحمید مجدّدی نے سالِ شمسی میلادی میں تاریخ کہی ہے :-

لَا تَسْأَلِ الْیَوْمَ قَلْبِیْ فِیْمَ مَتْبُوْلُ — اَللّٰہُ سَائِلُ وَالْخَلْقُ مَسْئُوْلُ
لِکُلِّ شَیْءٍ سِوَی اللّٰہِ مَنِیَّتُہٗ — لِکُلِّ ذِی الرُّوْحِ مَھْمَا دَامَ تَرْحِیْلُ
اَلْمَوْتُ یَطْوِیْ اِذَا مَا جَاءَ مَوْعِدُہٗ — مَسَافَۃَ الْعُمْرِ عَرْضُ ذَاکَ اَوْطُوْلُ
اِنَّ الْحَیَاۃَ خَطِیْئَاتٌ مُکَبَّدَۃٌ — وَالْعَفْوُ مِنْ رَحْمَۃِ الْغَفَّارِ مَأْمُوْلُ

عِنْدَ الْعَوَاقِبِ تَنْجَابُ سَرَائِرُهَا
وَاِنَّمَا الْمَرْءُ فِیْ دُنْيَاهُ مَجْهُوْلُ

هُوَالرَّحِيْلُ (بِلَالٌ) نَالَ غَايَتَهُ
عَلَيْهِ سِتْرٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ مَسْدُوْلُ

قَضَى الْحَيَاتَ سَعِيْدًا اصَالِحًا وَرِعًا
وَغَادَرَالْعُمْرَ۔ لَا قَالٌ ۔ وَلَا قِيْلُ

مُسْتَسْلِمًا لِقَضَاءِ اللهِ مُتَّبِعًا
لَهُ مِنَ الرَّبِّ فِیْ اُخْرَاهُ تَسْهِيْلُ

اَللهُ فِیْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ اَسْكَنَهُ
فِیْ فَرْقِهِ مِنْ رِضَا مَوْلَاهُ اِكْلِيْلُ

حَقِيْقَةٌ هِیَ فِی التَّارِيْخِ ظَاهِرَةٌ
بِلَالٌ مِنْ رَادِفِ الْغُفْرَانِ مَقْبُوْلُ — سنہ ۱۹۷۸ء

⁂

جناب ماسٹر سلطان احمد شہباز صدیقی ساکن چاہ غوری امروہہ نے شمسی تاریخ کہی ہے :۔

خبر فوتِ ابوالفیض چو در گوشں رسید
قلبِ احباب شدہ منزل صدر رنج وملال

بود بست وسوم ویوم خمیس از قعدہ
کہ نہاں شد بہ سحاب عدم آں بدرِ کمال

خواست شہباز چو تاریخ وفاتش ز سروش
گفت وے "قصرِ جناں یافت ابوالفیض بلال" — سنہ ۱۹۷۸ء

⁂

برادرِ طریقت مولوی عبدالحمید مکّی نے بنارس سے لکھا ہے ۔ عزیزی مولوی محمد اکرام الحق گھوسوی نے بیان کیا کہ جب حضرت شاہ ابوالفیض بلال ماہ شعبان ۱۳۸۲ھ (جنوری ۶۳ء) میں عمرہ اور زیارت کرنے حجاز گئے تو پیر و مرشد حضرت مولانا محمد عمر نے فرمایا "دربارِ نبوّت سے حضرت بلال کو غوث العالمین کا خطاب ملا ہے" ناچیز نے اس مبارک خطاب کی مناسبت سے آپ کی وفات کی شمسی تاریخ اس مصرع میں تخریج کی ہے ۔

سِرِّ غوث العالمیں ہو، سالِ رحلت آپ کی — ۱۹۷۸ء

اور تحریر کیا ہے :- چوں از دلِ محزوں پرسیدم کہ سیّدی حضرت شاہ ابوالفیض بلال رختِ سفر بہ کجا بست، گفت کہ "اُو رحلت سوے جنّت کرد"۔ — ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

ایک جلسہ

سنہ ۱۹۱۷ء میں کوئٹہ کے اعلیٰ حکام نے اسکول کی عمارت میں جلسہ کیا۔ حضرت برادر سے اساتذہ نے کہا کہ وہ اس جلسہ میں عربی نظم پڑھیں۔ حضرت والد نے نظم کا انتخاب کیا اور آپ نے بھرے مجمع میں وہ نظم پڑھی جو درج ذیل ہے:-

نظم

زِيَادَةُ الْمَرْءِ فِيْ دُنْيَاهُ نُقْصَانُ ۔۔۔ وَرِبْحُهُ غَيْرُ مَحْضِ الْخَيْرِ خُسْرَانُ
دَعِ الْفُؤَادَ عَنِ الدُّنْيَا وَزُخْرُفِهَا ۔۔۔ فَصَفْوُهَا كَدَرٌ وَالْوَصْلُ هِجْرَانُ
أَحْسِنْ إِلَى النَّاسِ تَسْتَعْبِدْ قُلُوْبَهُمْ ۔۔۔ فَطَالَمَا اسْتَعْبَدَ الْإِنْسَانَ إِحْسَانُ
وَكُنْ عَلَى الدَّهْرِ مِعْوَانًا لِذِيْ أَمَلٍ ۔۔۔ يَرْجُوْ نَدَاكَ فَإِنَّ الْحُرَّ مِعْوَانُ
مَنْ جَادَ بِالْمَالِ مَالَ النَّاسُ قَاطِبَةً ۔۔۔ إِلَيْهِ وَالْمَالُ لِلْإِنْسَانِ فَتَّانُ
مَنْ كَانَ لِلْخَيْرِ مَنَّاعًا فَلَيْسَ لَهُ ۔۔۔ عِنْدَ الْحَقِيْقَةِ إِخْوَانٌ وَأَخْدَانُ
يَا خَادِمَ الْجِسْمِ كَمْ تَسْعَى لِخِدْمَتِهِ ۔۔۔ أَتَطْلُبُ الرِّبْحَ مِمَّا فِيْهِ خُسْرَانُ
أَقْبِلْ عَلَى النَّفْسِ فَاسْتَكْمِلْ فَضَائِلَهَا ۔۔۔ فَأَنْتَ بِالنَّفْسِ لَا بِالْجِسْمِ إِنْسَانُ
مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُحْمَدْ فِيْ عَوَاقِبِهِ ۔۔۔ وَيَكْفِهِ شَرَّ مَنْ عَزُّوْا وَمَنْ هَانُوْا

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس جلسہ میں حضرت والد قدس سرہٗ کو حکام نے خصوصی طور پر مدعو کیا تھا۔ اور آپ کے واسطے خصوصی نشستگاہ تجویز کی تھی۔ آپ کے پیچھے صوفی ولی محمد (مجیٹھہ کے رہنے والے) اور ایک پٹھان ادب سے کھڑے رہے۔

Marfat.com

آپ کی اولاد

"مقاماتِ خیر" میں اور "مقاماتِ اخیار" میں آپ کی اولاد کا ذکر تفصیل کے ساتھ کر چکا ہوں۔ پہلی کتاب اُردو میں ہے اور دوسری فارسی میں۔ اب مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس اولادیں عنایت کیں۔ چار[۴] صاحبزادے اور چھ[۶] صاحبزادیاں ابوالمجد[۱] عبدالرحمٰن، خدیجہ[۲]، عائشہ[۳]، عبیدالرحمٰن[۴]، زینب[۵]، عبداللہ[۶]، عبیداللہ[۷]، رابعہ[۸]، ہاجرہ[۹]، فاطمہ[۱۰]، ان میں سے ابوالمجد عبدالرحمٰن، خدیجہ، عائشہ اور زینب خورد سالی میں داغِ مفارقت دے گئیں، باقی چھ بہ تفصیل ذیل ہیں۔ سلمہم اللہ۔

(۱) میاں عبیدالرحمٰن آقا سلّمہٗ اللہ۔ تاریخی نام عبدالمختار ہے۔ ولادت ۸ ار محرم ۱۳۴۸ھ، ۲۶ جون ۱۹۲۹ء بدھ کے دن ہوئی۔ ۱۵ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ ۱۶ ر مئی ۱۹۵۷ء جمعرات کے دن ان کا نکاح سیّدہ ذاکرہ دختر سیّد عبدالحلیم صاحبزادے سے ہوا، اور اللہ نے ان کو سات اولادیں عنایت کی ہیں۔

۱۔ آنسہ، ۹ ر شعبان ۱۳۷۷ھ یکم مارچ ۱۹۵۸ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

۲۔ باہرہ، ۶ ر ربیع الاول ۱۳۷۹ھ ۱۰ ر ستمبر ۱۹۵۹ء جمعرات کے دن ولادت ہوئی۔

۳۔ عالیہ، ۱۹ ر ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ ۳۰ ر ستمبر ۱۹۶۱ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

۴۔ ناعمہ، ۲۸ ر صفر ۱۳۸۳ھ ۲۰ ر جولائی ۱۹۶۳ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

۵۔ خاتمہ، ماہِ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ جولائی ۱۹۶۵ء میں ولادت ہوئی۔

۶۔ سائرہ، ماہِ صفر ۱۳۸۷ھ مئی ۱۹۶۷ء میں ولادت ہوئی۔

۷۔ زبیر، ۳ ر ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ ۲۰ ر مئی ۱۹۶۹ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

(۲) میاں عبداللہ آقا سلّمہٗ اللہ، ولادت ۴ ر محرم ۱۳۵۴ھ ۸ ر اپریل ۱۹۳۳ء پیر کے دن ہوئی۔ ۱۳ ر ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۵۹ء جمعہ کے دن ان کا نکاح میری بڑی بیٹی صفیہ سے ہوا، اور اللہ نے ان کو دو[۲] بیٹیاں عنایت کیں۔

۱۔ نجمہ، ۲۷ ر رمضان ۱۳۸۰ھ ۱۴ ر مارچ ۱۹۶۱ء شب چارشنبہ میں ولادت ہوئی۔

Marfat.com

۲ کوکب، ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

(۳) میاں عبید اللہ آقا سلمہٗ اللہ، ولادت ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء شب جمعہ میں ہوئی۔ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء ہفتہ کے دن ان کا نکاح حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ سے ہوا۔ اللہ نے ان کو چار اولادیں عنایت کیں۔

۱ محمد عمر، ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء منگل کے دن ولادت ہوئی۔

۲ حفصہ، یکم ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء پیر کے دن ولادت ہوئی۔

۳ سعد، یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۷ فروری ۱۹۷۰ء اتوار کی رات میں ولادت ہوئی۔

۴ رحیمہ، ۱۱ شوال ۱۳۹۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۷۲ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔

(۴) رابعہ، ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ ۲۲ جون ۱۹۴۰ء ہفتہ کے دن ولادت ہوئی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء جمعہ کے دن ان کا نکاح خواہر وسطیٰ کے صاحبزادہ میاں فاروق احمد انصاری سے ہوا، اللہ نے اُن کو تین اولادیں عنایت کیں۔

۱ نزہت } ۲۴ رمضان ۱۳۸۸ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء اتوار کے دن ایکساتھ دونوں کی ولادت ہوئی۔
۲ نکہت }

۳ توفیق احمد، ۲۱ صفر ۱۳۹۷ھ ۲۰ فروری ۱۹۷۷ء جمعہ کے دن ولادت ہوئی۔

(۵) ہاجرہ، ۱۶ شوال ۱۳۶۲ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۳ء اتوار کے دن ولادت ہوئی۔

(۶) فاطمہ، ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء جمعرات کے دن ولادت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سب کو دونوں جہان میں عافیت و راحت سے رکھے۔

آپ کے خلفاء

حضرت برادر کے خلفاء میں سے جن پاک نہاد افراد کا علم مجھے ہوا ہے، اُن کا ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت عبید الرحمٰن آقا، سَلَّمَہُ اللّٰہُ وَجَعَلَہٗ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ آپ حضرت برادر کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ سالہا سال سے حضرت برادر نے کارخانۂ طریقت اُن کے سپرد کر دیا تھا۔ وہی آپ کے جانشین اور خلیفۂ اعظم ہیں، نام و نمود سے اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا ہے، اخلاقِ حسنہ سے متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عنایت کرے

آبار و اجداد کے مسلک پر قائم رہیں، خلقِ خدا ان سے بہرہ مند ہو۔

۲۔ حضرت عبیداللہ آقا سَلَّمَهُ اللّٰهُ وَجَعَلَهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا۔ آپ حضرت برادر کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، جوان صالح اور پاک دل ہیں، اخلاق پاکیزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عنایت کرے، آبار و اجداد کے مسلک پر قائم رہیں۔

۳۔ مُلّا شیر محمد آخوند الکوزی، ساکن غورک، علاقہ ساروان قلعہ، قندھار، نہایت نیک دل تھے، حضرت برادر سے بخاری شریف پڑھی تھی، سننِ نسائی اور سننِ ابن ماجہ مجھ سے پڑھی، صاحبِ ارشاد تھے۔ ہزارہا افراد ان سے مستفید ہوئے۔ پندرہ سولہ سال ہوئے رحلت کر گئے۔ میں ان کے مزار شریف پر حاضر ہوا ہوں، بابرکت مقام ہے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۴۔ مُلّا اسلم صغیر ولد مُلّا میر عالم اندڑی، ساکن ہفت آسیاب، واغز، علاقہ غزنی۔ آپ حضرت والد سے بیعت تھے۔ بعد میں حضرت برادر سے سلوک طے کیا اور خلافت حاصل کی۔ قرآن مجید کا ترجمہ افغانی زبان میں نہایت خوب کیا ہے۔ عجب مردِ پاک دل، پاک مسلک پاک مشرب تھے۔ سالہا سال ہوئے رحلت فرما چکے ہیں۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۵۔ مُلّا حبیب اللہ ولد زُرَکْ، صوبہ سرحد کے رہنے والے، حضرت والد سے بیعت ہوئے۔ سالہا سال آپ کی خدمت کی۔ قصیدۂ مبارکۂ بُردہ کے عامل تھے۔ حضرت والد نے بھی ان کو اس مبارک قصیدہ کی اجازت دی تھی۔ حضرت برادر سے خلافت پائی۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۶۔ مُلّا سیّد محمد ایوب آقا، ساکن جالُو، ارغنداب، قندھار۔

۷۔ مُلّا سیّد محمد یعقوب آقا، ساکن چشمہ، شاہ جوئی۔

دونوں پاک نسب، پاک مسلک، پاک مشرب اور صاحبانِ نسبت شریفہ تھے۔ خلقِ خدا اُن سے مستفید ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہمکنار ہوئے۔ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمَا۔

۸۔ مُلّا عبدالستار فرزند عبدالرحمٰن قوم نیازی، کوچی۔ نیک دل و صاحبِ نسبت

تھے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۹۔ حاجی بازار قوم خروٹی، ساکن شاہ جوئی، پاک دل اور صاحبِ نسبت تھے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۰۔ مُلّا عبدالحکیم ساکن ساروان قلعہ، قندھار۔ سادہ منش، پاک روش، ذاکر وشاغل تھے۔ کئی مرتبہ حج کیا۔ خلقِ خدا اُن سے مستفید ہوئی۔ چند سال ہوئے رحلت کر چکے ہیں۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

۱۱۔ سیّد اکرم شاہ فرزند سیّد افضل شاہ، ساکن سنجاوی، بلوچستان۔ نیک و صالح اور صاحبِ نسبت ہیں۔ پروردگار اُن کی عمر میں برکت عنایت کرے۔

۱۲۔ احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ قوم کنڈی، ساکن قرہ باغ علاقہ غزنی، صاحبِ نسبت اور مستقیم الاحوال، پاک دل ہیں، خلقِ خدا اُن سے مستفید ہو رہی ہے۔ اُن کی صاحبزادی میاں عبیداللہ آقا کی زوجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عافیت سے رکھے۔

۱۳۔ سیّد عبدالباری جان فرزند سیّد محمد ایوّب آقا، ساکن اَرغنداب۔ جواں صالح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عنایت کرے اور خلق اُن سے مستفید ہو۔

۱۴۔ سیّد زین العابدین ساکن غزنی، پاک نسب، پاک مشرب اللہ کے نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عنایت کرے۔

۱۵۔ مُلّا حمد اللہ فرزند مُلّا خیر اللہ قوم انڈڑی، ساکن شلگر، علاقہ غزنی، امورِ فانیہ سے روگرداں اور امورِ باقیہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت عنایت کرے۔

۱۶۔ مُلّا حافظ بسم اللہ قوم سلیمانخیل، ساکن قندھار۔ نہایت نیک اور پاکیزہ صفت ہیں۔ شریعت اور طریقت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں حفاظت سے رکھے۔

۱۷۔ مُلّا غلام احمد جان صاحبزادہ فرزند مُلّا غلام احرار صاحبزادہ، قوم انڈڑی، ساکن جامراد

علاقہ غزنی۔ بیعت حضرت والد کی حیات میں ہوئے۔ اچھے عالم ہیں۔ سر کے درد کی وجہ سے پڑھانے سے معذور ہو گئے ہیں۔ اللہ کے بندے ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو عافیت اور راحت سے رکھے۔

۱۸۔ شیریں خروئی، ساکن سروضہ، قوم خروئی، پاک دل پاک مشرب ہیں۔ اللہ ان کو عافیت سے رکھے۔

مجھ کو ان اٹھارہ خوش نصیبوں کا علم ہو سکا ہے۔ ان میں سے آٹھ افراد رحلت فرما چکے ہیں اور دس باحیات ہیں۔ جو رحلت کر گئے ہیں ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور جو باحیات ہیں تمام فتن اور شرور سے محفوظ رہیں۔ حضرت برادر نے رُشد و ہدایت کی مشعلیں روشن کر دی ہیں۔ اللہ اُن کے انوار کو چمکائے، خلق جہان مستفید ہو۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

Marfat.com

حضرت مصنّف دامت برکاتہٗ کی بعض دوسری کتابیں

۱- وحدۃ الوجود — ملنے کا پتہ:- ندوۃ المصنّفین۔ اردو بازار۔ دہلی ۶

۲- علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء — ملنے کا پتہ:- مجلس روضۃ المعارف المجددیہ ۲۲-۷-۱۹۳- روبرو مدینہ بلڈنگ حیدرآباد (اے پی)

۳- بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید	۵ ..
۴- مَنْهَجُ الْاَلْبَاءِ فِی السَّلَامِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَالرِّضَا عَنِ الْاَوْلِیَاءِ	۱ ۵۰
۵- مجموعۂ خیر البیان و خیر المورد و نظم شمائل	۷ ..
۶- مَنَاهِجُ السَّیْرِ وَمَدَارِجُ الْخَیْرِ (فارسی) بیان سلوک مجددیہ	۶ ..
۷- مقاماتِ خیر (سوانح ہادیِ کامل شاہ ابوالخیر) پہلی طباعت ۲۰×۲۶/۸	۲۵ ..
مقاماتِ خیر (سوانح ہادیِ کامل شاہ ابوالخیر) دوسری طباعت ۱۸×۲۲/۸	۲۰ ..
۸- مقاماتِ اخیار (سوانح حیات ابوالخیر) فارسی آفسٹ	۳۰ ..
۹- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین۔ آفسٹ	۱۵ ..

ملنے کا پتہ

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ۔ دہلی-۱۱۰۰۰۶

Marfat.com